تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

حضرت امیرالمومنین کو ایک تڑپ یہ تھی۔ کہ آپ کو اس امر کا بڑا خیال رہتا تھا۔ کہ کس طرح دین الٰہی کی اشاعت ہو۔ اور جب کوئی پیشگوئی پوری ہوتی۔ تو آپ اس الہام یا پیشگوئی کی صداقت کی اشاعت کے لئے ہر ممکن سعی فرماتے۔ چنانچہ ۱۹۰۹ء میں جب ایران کے اندر ایک زلزلہ رونما ہوا۔ تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا پیشگوئی کی صداقت کے اظہار کے لئے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ جو الحکم ۷ رفروری ۱۹۰۹ء میں ایک تازہ نشان کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس اشتہار کی اشاعت پر حضرت عرفانی کبیر نے ایک نوٹ الحکم میں لکھا۔ جو بیرت محمود پر بھی ایک اچھتی نظر کا کام دیتا ہے۔ آپ نے لکھا:۔

"حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے دل میں اشاعت اسلام اور اشاعت سلسلہ کے لئے جو جوش ہے۔ وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ آپ کے اس قلبی جوش کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ آپ نے طلباء میں تقریر وتحریر کا مذاق پیدا کرنے کے لئے انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد رکھی۔ اور پھر اس انجمن کے اغراض ومقاصد کو وسیع کرنے کے لئے آپ نے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا۔ وہ جس قابلیت اور عمدگی سے چل رہا ہے۔ اسے ناظرین خوب جانتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور پیشگوئیوں کا بہت بڑا حصّہ ہے جو پورا ہو چکا ہے۔ اور اکثر ابھی پورے ہو رہے ہیں۔ ہم ان کے اظہار سے اکثر غفلت بھی کر بیٹھتے ہیں۔ اور اکثر کرتے ہیں۔ جس کے لئے سخت ندامت سے معذرت کرتے ہیں۔ مگر یہ حصّہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس پاک روح کے لئے رکھا تھا۔ کہ انہوں نے عزم کیا ہے۔ کہ جو پیشگوئیاں پوری ہوں ان کو اشتہارات کے ذریعہ شائع کریں۔ چنانچہ مندرجہ عنوان پیشگوئی کو شائع کیا ہے۔ جو ۱۳ رجنوری کو نکلا ہے۔ میں ذیل میں اس اشتہار کو درج کرتا ہوں"

چنانچہ ہم بھی ذیل میں اس مضمون کو درج کر دیتے ہیں:۔

"ایک تازہ نشان"

"خدا تعالیٰ کی سنت چلی آئی ہے کہ جب وہ اپنے کسی مامور کو کوئی آئندہ کی خبر دیتا ہے۔ تو وہ ایسے الفاظ میں ہوتی ہے۔ کہ اوّل اوّل انسان اسے سمجھ نہیں سکتا۔ اور بظاہر اسے ناممکن سمجھتا ہے۔ مگر وقت اسے کھول کر صاف کر دیتا ہے۔ اور وہ ایسی روشن ہو جاتی ہے۔ کہ موافق تو الگ مخالف کو بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ چنانچہ **حیدر آباد کا طوفان۔ پچھلے سال کا تپ اور اٹلی کا زلزلہ** بھی ایسے واقعات تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود ان کی نسبت مدتوں پہلے خبر دے چکے تھے۔ مگر میں اس وقت ایک اور پیشگوئی کے پورا ہونے کی نسبت دوست ودشمن کو توجہ دلاتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود نے یہ الہام عام طور پر شائع کیا تھا۔ کہ "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد"۔ یہ وقت وہ تھا۔ کہ کسی کو وہم بھی نہیں گذرتا تھا۔ کہ ایران کسی ایسی سخت مصیبت کا شکار ہوگا۔ مگر خدا کا کلام پورا ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس کے بعد ہی ایران میں وقتاً فوقتاً فساد شروع ہوا۔ اور اب ایسی خبر آئی ہے۔ کہ اس الہام کے پورا ہونے میں دشمن بھی شک نہیں کر سکتا۔ اور وہ یہ کہ بادشاہ بے بس حالت میں ہے اور اپنا روپیہ اور جواہرات روس کے ملک میں بھیج رہا ہے۔ اور تمام جنوبی حصہ ملک کا باغی ہو گیا ہے۔ اور اس نے خود مختاری کا اعلان دیدیا ہے۔ بوشہر۔ شیراز کی آمد ورفت بند ہو گئی ہے۔ لارستان کے قومی فریق نے بہ ماتحتی سید حسین کے شاہی حکومت ترک کر دی ہے۔ شاہی فرقہ کے لوگ تبریز سے ہٹ گئے۔ لاہدجان اور اکبر آباد کی آبادی بھی سرکش ہو گئی۔ اب یہ ایسا کھلا اور روشن نشان ہے۔ کہ دشمن بھی اگر شرافت سے کام لے۔ تو انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک شخص افترا علی اللہ کرے اور ایک ملک کی آئندہ قسمت ایسے کھلے الفاظ میں کئی سال پہلے ظاہر کر دے۔

اے حق کے طالبو! ذرا غور کرو۔ اور ضد کو چھوڑ دو۔ ایسے کھلے نشان کو دیکھ کر تباہی اور ہلاکتوں کو کیوں بلاتے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ خدا نشان دکھانے سے تھک جائیگا نہیں! نہیں!! نہیں!!! انسان تھک جاتا ہے۔ مگر خدا نہیں تھکتا۔ اگر کچھ عقل ہے۔ تو خدا سے ڈر کر توجہ کرو۔ اور مامورین اللہ کی جماعت میں داخل ہو کر اپنی عاقبت سنوارو۔ جو خدا حیدر آباد کو تباہ کر سکتا ہے اور اٹلی کو ویران۔ کیا اس کا ہاتھ تم پر نہیں پڑے گا۔ اور دیر گیر وسخت گیر و سر ترا کے مقولے کو مد نظر رکھو۔ یہ وقت ہے۔ کہ تم اپنے لئے زاد راہ اور تقویٰ کا مال جمع کرلو۔ کیونکہ مرنے کے بعد دنیا کے مال و **جلال کام نہیں آتے۔ پس آؤ۔ اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ میں داخل ہو ورنہ ایسے نشان کی نظیر کسی جھوٹے نبی کے کارناموں میں دکھاؤ۔** مگر جو کہتا ہے کہ ایسا ہوتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

پس خدا کی لعنت سے بچنے کے لئے احمدیت کے جھنڈے کے نیچے پناہ لو کیونکہ اب اسکے سوا کوئی مفر نہیں۔ والسلام

خاکسار میرزا محمود احمد ولد حضرت مسیح موعود ۱۳ رجنوری ۱۹۰۹ء

آپ مدرسہ احمدیہ کی سب کمیٹی کے صدر بنائے گئے

مارچ ۱۹۰۹ء میں صدر انجمن احمدیہ نے ایک ریزولیوشن ۱۰۵ء پاس کیا۔ جس کی رُو سے ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ تاکہ یہ سب کمیٹی مدرسہ احمدیہ کے مستقبل اور اس کی تعلیمی سکیم پر غور کر سکے۔ اس کمیٹی کے حسب ذیل حضرات ممبر تھے۔

(۱) مولانا شیر علی صاحب
(۲) مولانا سید سرور شاہ صاحب
(۳) قاضی سید امیر حسین صاحب مرحوم
(۴) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم
(۵) اور حضرت محمود اعظم

آپ ہی اس مجلس کے سکرٹری تھے۔ چنانچہ اس کمیٹی نے ایک تعلیمی کورس و دستور اس مدرسہ کے لئے تجویز فرمایا۔ جس کا ایک حصہ یہاں درج کر دیتا ہوں۔

۲۔ مختلف آراء پر غور کرنے کے بعد سب کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ کہ سردست ایک ایسا دینی مدرسہ قایم کیا جائے۔ جس سے اس ملک کے لئے مبلغین اور علماء احمدی کا گروہ پیدا کیا جاوے۔ اس لئے اس مدرسہ کی غرض کوئی یونیورسٹی کا امتحان پاس کرانا یا غیر ممالک کے لئے مبلغین پیدا کرنے کی نہ ہوگی۔ اور اسی لئے اس نصاب میں انگریزی تعلیم بھی داخل نہ ہوگی۔

۴۔ مولوی شیر علی صاحب نے تجویز کیا۔ کہ اس مدرسہ کا نام مدرسہ احمدیہ ہو۔ اور سب کمیٹی نے اسے ذیل کی وجوہات پر پسند کیا ہے۔

(الف) اس مدرسہ کی تحریک اولاً حضرت اقدس نے ہی کی تھی۔

(ب) اب یہ مدرسہ آپ ہی کی یادگار میں قایم ہوتا ہے۔

(ج) اس کی غرض احمدیہ علم کلام کو سکھانا اور احمدی مبلغین اور احمدی علماء کا پیدا کرنا ہے۔

۵۔ اس مدرسہ میں گیارہ سال سے کم عمر کا لڑکا داخل نہ کیا جاوے گا۔

۶۔ معیار قابلیت مروجہ پرائمری کا امتحان ہوگا۔

۷۔ جن لڑکوں نے پرائمری کا امتحان پاس نہ کیا ہو۔ انہیں اس مدرسہ میں داخل ہونے کے لئے ایک داخلہ کا امتحان دینا ہوگا۔

۸۔ سکیم یعنی نصاب مدرسہ احمدیہ سات سال کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

۹۔ مجوزہ ہفت سالہ نصاب میں دو درجے ہوں گے۔ درجہ ادنیٰ کا امتحان پانچویں سال کے بعد اور درجہ اعلیٰ کا امتحان سات سال بعد ہوگا۔ اور کوئی طالب علم درجہ ادنیٰ سے درجہ اعلیٰ میں ترقی نہ کر سکے گا۔ جب تک وہ درجہ ادنیٰ کے امتحان کو پاس نہ کرے۔ اور نہ کسی طالب علم کو تکمیل تعلیم کی سند دی جائیگی۔ جب تک وہ اعلیٰ درجہ کا امتحان پاس نہ کرلے۔

۱۰۔ درجہ اعلیٰ میں کامیاب ہونے کے بعد جن طلباء کو مجلس خصوصیت سے اس قابل سمجھے گی۔ اُن کو دو سال کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کرے گی۔ ان دو سال میں طالب علم کو معقول وظیفہ دیا جائے گا۔

۱۱۔ دو سال کی خاص تعلیم میں طرز تعلیم حسب ذیل طریق ہوگی۔

اوّل۔ مندرجہ ذیل چھ مضامین میں سے ہر ایک دن ایک خاص مضمون پر طلباء کو ایک گھنٹہ کے لئے لیکچر دیا جاوے گا۔ فضائل اسلام۔ مقابلہ مذاہب عالم۔ مخالفین اسلام کے اعتراضوں کا جواب۔ فلسفہ قدیم وجدید۔ استنباط مسائل۔ جمیع مذاہب اسلام۔ ادب ولغت۔

دوئم۔ اس لیکچر کے علاوہ ایک گھنٹہ روزانہ پڑھائی کا ہوگا۔ جس میں حسب ذیل کتب عبور کرائی جاویں گی۔ الجواب الصحیح۔ رد شیعہ منہاج ابن تیمیہ۔ اعلام الموقعین لابن قیم۔ آئمہ ثلاثہ کی تین کتابیں۔ فصوص الحکم۔ احیاء العلوم۔ زرقانی۔ اشباہ والنظائر۔

سوئم۔ چھ مضامین مذکورہ ضمن اوّل میں سے ایک ایک مضمون پر ہر پندرہ روز میں طالب علم خود ایک مضمون لکھیگا۔ مضمون کا عنوان اس مضمون کا پروفیسر تجویز کرے گا۔ یہ مضامین محققانہ ہوں گے۔ اور طالب علم بطور خود مطالعہ کتب کر کے ایسے مضامین تیار کریگا

چہارم۔ ان کے علاوہ ہر ایک مضمون کے پروفیسر کا فرض ہوگا۔ کہ اپنے اپنے مضامین کے متعلق ضروری کتابوں کے مطالعہ کی طلباء کو ہدایت کرے۔ اور حسب ضرورت انکے مطالعہ میں اُن کو مدد دے۔

۱۲۔ جس طالب علم کو مجلس درجہ خاص کی تعلیم کے قابل نہ سمجھے گی۔ ان میں سے بعض کو واعظ مقرر کر کے باہر بھیجا جائے گا۔ اور بعض کو مولوی فاضل کے امتحان کے لئے تیار کیا جائے گا۔

۱۳۔ جو طالب علم بطور واعظ باہر بھیجے جانے ہوں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ کم از کم ایک سال شفاخانہ میں عملی طور پر طبابت اور جراحی کا کام سیکھیں۔ وہ شفاخانہ میں اس ڈاکٹر کی زیر نگرانی تعلیم اور تجربہ حاصل کریں گے۔ جس کی نگرانی میں شفاخانہ ہو۔ اور علاوہ ازیں ان سے وعظ بھی کرایا جائیگا اور مضامین لکھوائے جائیں گے۔

۱۴۔ جن طلباء کو مولوی فاضل کے امتحان کے لئے تیار کیا جاوے گا۔ اُن کو ایک سال میں مولوی فاضل کے امتحان کی ایسی کتابیں جو نصاب ہفت سالہ میں شامل نہیں۔ عبور کرائی جاویں گی۔

۱۵۔ ان دونوں قسم کے طلباء کو اس سال کی پڑھائی کے لئے وہی وظیفہ دیا جائے گا۔ جو وہ ساتویں سال لیتے رہے ہیں۔

۱۶۔ علاوہ ان امدادی وظایف کے جو مسکین فنڈ سے دینیات کے طلباء کو اس وقت دیئے

جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل وظائف خاص مدرسہ احمدیہ کے فنڈ سے اس مدرسہ کے طلباء کو دیئے جائیں گے۔ جو مقابلہ کے وظائف کہلائیں گے۔ جماعت دوم۔ سوم ایک ایک وظیفہ سات روپے ماہوار کا۔ اور دو دو وظیفے چھ چھ روپے ماہوار کے۔ جماعت چہارم۔ پنجم ایک ایک وظیفہ آٹھ روپے ماہوار کا اور دو دو وظیفے سات سات روپے ماہوار کے۔ جماعت ششم۔ ہفتم ایک ایک وظیفہ دس روپے ماہوار کا۔ دو۔ دو آٹھ روپے ماہوار کے۔ اور درجہ خاص کی تعلیم میں دو سال کے لئے ہر ایک طالب علم کو ۱۵ ماہوار وظیفہ دیا جاوے گا۔

۱۷۔ مقابلہ سے وظائف مدرسہ احمدیہ دیئے جاویں گے۔ اور ان کے لئے حسب ذیل شرائط ہوں گے:۔

اوّل۔ ایسے طالب علم نے درجہ ادنیٰ کی چار جماعتوں میں پچاس فی صدی سے اور درجہ اعلیٰ کی دو جماعتوں میں ساٹھ فی صدی سے کم نمبر سالانہ امتحان میں نہ لئے ہوں۔ یعنی کل میزان کے لحاظ سے۔ اور ہر ایک مضمون میں پاس ہُوا ہو۔

دوم۔ اس کے استاد اور افسران اس کے چال چلن سے خوش ہوں۔

سوم۔ ہر ایک جماعت میں سب سے بڑا وظیفہ اس طالب علم کو دیا جاوے گا۔ جو اوّل رہے۔ اور باقی دو وظیفے اُن کو جو دوم اور سوم رہیں۔

چہارم۔ کوئی طالب علم جس کو ان شرائط سے وظیفہ ملے گا۔ وہ امدادی وظیفہ کا حقدار نہ ہوگا۔ مگر جملہ ان شرائط کا پابند ہوگا جو امدادی وظیفہ کے لئے معاہدہ میں دے چکا ہے۔

۱۸۔ موجودہ طالب علم مدرسہ دینیات کا خاص امتحان لے کر وہ جس جماعت میں چلنے کے قابل ہوں۔ اس میں داخل کئے جاویں"

اس کمیٹی نے لگاتار چھ یوم کام کیا۔ اور سلسلہ میں علماء پیدا کرنے کے لئے ایک دستور اور سکیم پیدا کردی۔ اور اس طرح قوم کی بہتری کی صورت پیدا کردی۔

سفر دہلی

اپریل ۱۹۰۹ء میں حضرت ام المومنین نے دہلی کا سفر اختیار کیا۔ آپ بھی حضرت ام المومنین کے ہمراہ اس سفر میں تشریف لے گئے۔ یہ سفر کوئی تفریح کی غرض سے نہ تھا۔ بلکہ اس سفر میں آپ نے اسلام اور احمدیت کی تائید میں زبردست لیکچر دیئے۔ آپ نے اپنے اس سفرنامہ کو میرا سفر کے عنوان سے شائع فرمایا۔ جو الحکم ۷۔ ۱۴ مئی ۱۹۰۹ء میں شائع ہو چکا ہے۔ سفرنامہ بہت دلچسپ ہے۔ مگر اس جگہ تنگیٔ جگہ کی وجہ سے شائع نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس سفرنامہ سے جو بات ثابت ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ آپ اس وقت تبلیغ احمدیت کے سوا اور کسی کام کو محبوب و مرغوب خیال نہ فرماتے تھے۔ اور عشق الٰہی میں اس وقت فنا ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ابھی پچھلے دنوں مجھے ایک سفر کرنا پڑا ہے جس سے مجھے اس قدر فائدہ پہنچا ہے۔ کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ بعض ایسی چیزیں میرے سامنے آئیں۔ **کہ ان میں میں نے خود خدا کو دیکھا۔ بعض ایسے وجود میں نے دیکھے۔ کہ وہ خود خدا کا ثبوت تھے۔ اور خدا کی ہستی کو ظاہر کر رہے تھے۔** غرضکہ بے شمار فوائد تھے۔ کہ اگر ایک ایک کو لکھنے بیٹھوں تو شائد دفتروں کے دفتر لکھنے پڑیں۔ لیکن باوجود اس کے میں چاہتا ہوں۔ کہ اپنے ایک دفتر کا مختصر حال لکھوں۔ **شائد کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھائے اور میں بھی ثواب کا مستحق ہوں**"

یہ اس سفرنامہ کے لکھنے کی غرض ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آپ نے سفر کن پاک اغراض کے ماتحت کیا تھا۔

آپ اس سفر میں کپورتھلہ گئے۔ پھر لاہور آئے لاہور میں دو لیکچر دیئے۔ اور غیر احمدی بکثرت تقریروں میں حاضر ہوتے رہے۔ دوسرے لیکچر کے بعد آپ دہلی روانہ ہوئے۔ دہلی کے ورود پر آپ کے خیالات میں ایک عجیب تلاطم تھا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"یہی وہ شہر ہے۔ کہ جس سے حضرت اقدسؑ کی مخالفت نے اوّل ہی اوّل خطرناک صورت اختیار کی۔ اور جس نے جہان کے مشہور مولوی نذیر حسین کے فتویٰ نے مسلمانوں میں مخالفت کا ایک عام جوش بھڑکا دیا۔ مگر باوجود اس کے حضرت اقدس کو اس شہر سے ایک خاص انس رہا ہے۔ آپ بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دہلی کے وفات یافتہ بزرگوں کی روحیں ایک دن ضرور جوش میں آئیں گی۔ اور انکی تڑپ سے یہ لوگ ہدایت پائیں گے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ وہ شہر جہاں اس قدر اولیاء اور بزرگ مدفون ہیں۔ کہ جن کی تعداد زندوں سے بڑھ گئی ہے۔ کیا اس شہر کے باشندوں کو خدا ہدایت کے بغیر چھوڑ دے گا۔ غرض اس شہر میں آنا **ایک عجیب بات تھی۔** اور کئی کیفیتیں پیدا کر رہی تھی۔

میں اس شہر میں جاتا ہوں۔ جس شہر کے لوگوں نے سب شہروں سے زیادہ حضرت اقدس کا مقابلہ کیا۔ جس میں سوائے ایک **دو آدمیوں کے کسی نے آپ کی سچائی کو قبول نہ کیا۔ جس کے باشندوں نے آپ کے قتل کرنے کی ٹھانی جنہوں نے آپ کو کافر قرار دینے میں سب سے پیش قدمی کی۔** پھر باوجود اس کے جس شہر سے حضرت مسیح موعود کو محبت تھی جس کی نسبت میں آپ کا فیصلہ ایک مدت سے آپ کی زبانی سن چکا تھا۔

میرے سامنے ایک طرف تو قبروں کا وہ سلسلہ تھا۔ کہ جس میں بڑے بڑے اولیاء مدفون تھے۔ اور بڑے بڑے اقطاب و غوث امن کی نیند سو رہے تھے۔ اور دوسری طرف وہ لوگ نظر آتے تھے۔ کہ جن کو خدا اور رسول سے کچھ تعلق ہی نہیں۔ اور جو ہر وقت دنیا کے دھندوں میں پھنسے ہوئے دکھ اور تکلیفیں اٹھا رہے ہیں۔ ایک طرف تو **مجھے وہ لوگ نظر آتے تھے۔ جو قبروں میں ہوشیار اور مرنے کے بعد زندہ ہیں۔** اور ایک طرف وہ لوگ جو باوجود آنکھیں کھلی ہونے کے بے ہوش اور باوجود زندہ ہونے کے مردہ تھے۔ ایک طرف تو وہ گروہ تھا جنہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے آپ کو مارا۔ اور دنیا کو زندہ کر دیا۔ مگر دوسری طرف وہ جماعت تھی۔ کہ جنہوں نے باوجود مردہ ہونے کے اپنے آپ کو زندہ سمجھا۔ اور اپنے فائدے کی خاطر اور لوگوں کو بھی ہلاک کیا۔

غرض

کہ دہلی کا ایک ایک آدمی اور ایک ایک مکان اور ایک ایک گلی۔ اور ایک ایک خانقاہ اور ایک ایک مسجد الگ شان خدا نمائی رکھتی تھی۔ جو میرے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی تھی۔

ان جذبات سے ہی معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کس نیت سے آپ کا یہ سفر تھا۔ اسی سفر میں دہلی میں بھی آپ کا ایک لیکچر "اسلام اور آریہ مذہب" پر ہُوا۔ یہ لیکچر بنگش کے کمرہ میں ہُوا۔ چھ سات سو آدمی لیکچر سننے آئے جن میں دہلی کے رؤسا بھی تھے۔

قصور میں ورود

اسی سفر میں حضرت خلیفہ اوّل کے حکم کے ماتحت آپ قصور میں لیکچر دینے کے لئے تشریف لائے یہاں جماعت احمدیہ کا جلسہ تھا۔ حضور کے ورود پر آپ کو جو سب سے زیادہ لذت محسوس ہوئی۔ وہ اس بات پر ہُوئی۔ کہ

"یہ جگہ چونکہ وہی ہے۔ جہاں مولوی **غلام دستگیر قصوری ہُوا ہے۔ اس لئے مجھے بہت خوشی ہُوئی۔** کہ یہاں جلسہ ہونا بھی احمدیوں کی فتح ہے غالباً اس کی روح بھی اس دن بے چین ہوگی"

اس جگہ آپ نے تقویٰ پر لیکچر دیا۔ یہ لیکچر دیکر آپ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ اور یہاں پھر ایک دوسرا لیکچر "اسلام اور عیسائیت" پر دیا۔

دہلی سے واپسی اور دہلی کیلئے دعا

آپ دہلی سے جب روانہ ہُوئے تو آپ نے دہلی کے لئے حسب ذیل دعا فرمائی۔ کہ:۔

"خدا وہ دن لائے۔ کہ اس شہر کو بھی خدا ہدایت دے۔ اور اس مٹی سے پھر کبھی دن اس قسم کے برگزیدہ لوگ پیدا ہوں۔ جن کے مزار بکثرت وہاں پائے جاتے ہیں"

ان واقعات کے بیان کرنے سے حضور کی روحانیت کا مقام بآسانی معلوم ہو جاتا ہے۔ آپ کے اندر ایک ہی تڑپ تھی۔ کہ دنیا اس صداقت اور حقانیت کو قبول کرلے۔

سفر فیروز پور

۲۹ اور ۳۰ مئی ۱۹۰۹ء کو جماعت احمدیہ فیروزپور کا سالانہ جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے ارشاد کے ماتحت حضرت محمود اعظم بھی تشریف لے گئے۔ اور آپ کی تقریر ۲۹ مئی کو یعنی پہلے ہی دن پچھلے پہر تھی۔ اور آپ کی تقریر کا موضوع تھا "اسلام کیا ہے۔ اور وہ ہمیں کیا بنانا چاہتا ہے"۔ اس جلسہ کے صدر خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم تھے۔

خواجہ صاحب کا صدارتی ریمارک

حضرت محمود اعظم کا لیکچر کیا تھا۔ اس کے متعلق خواجہ صاحب کا صدارتی ریمارک درج کر دینا میں کافی خیال کرتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا:۔

"صاحبزادہ صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ اپنے لیکچر کو ختم کیا ہے۔ میں اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مگر جو حقانیت ان کے دل پر مرتسم ہے۔ وہ بڑے بڑے آدمیوں میں بھی نہیں۔ اگرچہ ہم نے کوئی گدی نہیں بنائی۔ مگر میں اتنا کہتا ہوں۔ کہ آپ نے اور پیروں کے بچے بھی دیکھے ہیں۔ میرے مرشدزادہ اور پیرزادہ کو بھی آپ نے دیکھا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم پر کیسا شیدا ہے۔ اور اس کے حقائق و معارف بیان کرنے میں کیسا قابل ہے"

(الحکم ۸ جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۳ و ۱۴)

سفر کشمیر

اس سال تیسرا سفر آپ نے کشمیر کا کیا جس میں آپ کے ساتھ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت میرزا شریف احمد صاحب اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب اور جناب مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب تھے۔ اس سفر میں بھی آپ نے تبلیغ اور ریاضت کے ساتھ ساتھ روحانی مجاہدات کا خاص خیال رکھا۔

انجمن ارشاد

۱۹۰۹ء کے آخر میں آپ کی غیرت دینی کا ایک اور مظاہرہ ظہور میں آیا۔ اور وہ انجمن ارشاد کا قیام تھا۔ اس انجمن کی غرض یہ تھی۔ کہ ستیارتھ پرکاش میں جس قدر اعتراضات قرآن کریم پر کئے

88

گئے ہیں۔ ان اعتراضات کو لے کر ان کے جوابات دیئے جائیں۔ ان اعتراضات کے سوا بھی اگر کوئی اعتراض پڑتا ہو۔ تو اس کا بھی جواب دیا جائے۔ اس انجمن کے اجلاس بھی دفتر تشحیذ الاذہان میں ہوتے تھے۔ اور ہفتہ میں دو دفعہ ہوا کرتے تھے۔ حضرت فضل عمر کا خلافت اولیٰ میں یہ معمول تھا۔ کہ وہ کوئی کام حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت کے بغیر نہ کیا کرتے تھے۔ اور یہ آپ کی اطاعت امام کی اعلیٰ مثال ہے۔ چنانچہ اس انجمن کی تاسیس میں ایسا ہوا۔ باوجود اس کے کہ یہ خدمت قرآن کا کام تھا۔ مگر آپ نے اس میں بھی حضرت امام کی اجازت حاصل کی۔ میں اگرچہ اس وقت بچہ تھا۔ مگر مدرسہ احمدیہ کا طالب علم تھا۔ اور حضرت والد صاحب نے میری مذہبی تعلیم کے خیال سے مجھے اس کا ممبر بنا دیا تھا۔ اور میں اس کے جلسوں میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

ہر مہینے اس انجمن کا ایک خاص اجلاس ہوتا تھا۔ جس میں کوئی نہایت عالمانہ مضمون پڑھا جاتا تھا۔ چنانچہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۹ء کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا مشہور و معروف لیکچر "کفارہ" انجمن ارشاد کے جلسہ میں پڑھا گیا۔ اور کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

اس انجمن کے وجود نے ہم کو سیرت محمود کے سلسلہ میں ہم کو دو باتیں بتلائیں۔

(اوّل) یہ کہ آپ کے دل میں قرآن کریم سے اعتراضات کے دور کرنے کی ایک شدید تڑپ تھی۔

(دوم) آپ چاہتے تھے۔ کہ لوگوں میں غور۔ فکر اور تدبر کا مادہ پیدا ہو۔ تا وہ خدمت دین میں منہمک ہو جائیں۔

سنہ ۱۹۱۰ء

درس قرآن کریم

آپ کو قرآن کریم سے ایک طبعی اور فطرتی لگاؤ چلا آتا ہے۔ آپ نے قرآن کریم کی خدمت کے لئے زندگی کے ہر ایک لمحہ کو وقف رکھا۔ اور یہ امر ہم کو آپ کی بچپن کی زندگی سے نظر آ رہا ہے۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں آپ نے مغرب کی نماز کے بعد درس قرآن کریم کا سلسلہ شروع فرمایا۔ یہ درس کیا تھا۔ حقائق اور معارف کا ایک بہتا ہوا سمندر تھا۔ جس سے تشنگان کلام ربانی سیراب ہوتے تھے۔ آپ کا یہ پہلا پبلک درس تھا۔

احمدیہ کانفرنس کی صدارت

سنہ ۱۹۱۰ء کے آخر ماہ مارچ میں قادیان کا ایک سالانہ جلسہ ہوا ہے۔ اس جلسہ میں احمدیہ کانفرنس کا بھی انعقاد ہوا۔ اس کانفرنس کی غرض یہ تھی۔ کہ قوم اپنی بہتری اور ترقی کے لئے غور کر سکے۔ اس کانفرنس کے صدر حضرت فضل عمر باتفاق رائے تجویز ہوئے۔

حضرت کا مقام اس وقت احباب کی نگاہ میں

جماعتوں کی جماعتیں اور ہر طبقے کے لوگ اس حضرت فضل عمر کی طرف نگاہیں لگائے بیٹھے تھے۔ اور آپ احمدیوں کے قلوب کی ٹھنڈک تھے۔ چنانچہ آپ مولوی محمد علی صاحب کی رائے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کی رائے تو پڑھ چکے ہیں اب اسی سلسلہ میں مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کی ایک نظم درج کرتا ہوں جس سے حضرت عالی کے مقام کا پتہ چل سکتا ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب پرانے آدمی تھے۔ علم دوست تھے۔ بلند پایہ شاعر تھے۔ مگر خلافت ثانیہ میں انہیں بھی دوسرے اکابر کی طرح ٹھوکر لگی۔ مگر اس وقت مولوی مبارک علی صاحب نے کہا۔

(خطاب بحضور صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد)

"اے آنکہ از عنایتِ حق برگزیدۂ
از بہرِ استقامت و صبر آفریدۂ

فرزندِ ارجمندِ مسیحائے ما توئی
تو یادگارِ حضرتِ احمد رسیدۂ

من آنچہ دیدم از غمِ ہجرانِ آں نگار
زاں پیشتر ستودۂ آفاق دیدۂ

در گلستانِ ملّتِ اسلام بلبلے
نے نے بباغِ صدق گلِ نو دمیدۂ

تو بلبلے کہ طوطیِ شکرفشانِ قدس
بر شاخِ سبزِ نخلِ صداقت پریدۂ

گیرند راستانِ زکام معطرت
کز بوئے عطرِ معرفتِ حق شمیدۂ

آشفتہ کردیم ز پریشانیِ دلت
آشفتہ وار در پسِ جانان دویدۂ

انداختی درونِ دلِ مضطرم بر تاب
ایمانِ من چگونہ بفرقت طپیدۂ

بس حیرتم فزود قرار و ثبات تو
صد جورِ غم بخاطرِ عاطر کشیدۂ

در حیرتم ز بسطِ خیالِ عمیقِ تو
ہر جا بفکرِ دینِ محمد تنیدۂ

دادی برہ ہر دانِ طریقت شاع دل
واز گمرہانِ دشتِ ضلالت بریدۂ

بروئے خادماں درِ رحمت کشودۂ
چو شاخِ باردار بالفت خمیدۂ

از روئے دلفریب تو آب حیا چکد
شیر از میانِ ثدیِ طہارت مکیدۂ

بگذاشتی ہر آنچہ خلاف تقی بود
در حال و قالِ خویش تقدس گزیدۂ

صافی تراست از ہمہ شہد کلام تو
یک قطرۂ ز مینِ نبوت چکیدۂ

بینم وقار اہلِ کرامت بروئے تو
چوں راستانِ اہلِ صفا آرمیدۂ

بینم بریت طبلۂ شبابِ غبارِ حسن
ہم سر ز جیبِ علم و دیدی برکشیدۂ

باشد مبارک کہ بنقد دل حزیں
در شینِ نصرتِ احد اسریدۂ

ہم ناصر تو باد دریں کار ذو الجلال
آمین بگو دعائے مبارک شنیدۂ"

محمود اعظم امیر جماعت احمدیہ قادیان

۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کو ملتان میں ایک شہادت کے لئے جانا پڑا۔ آپ کی غیر حاضری میں جماعت احمدیہ قادیان کے لئے ایک امیر جماعت کی ضرورت تھی۔ اس وقت سارے اکابر قادیان میں موجود تھے۔ مگر آپ نے جس انسان کو اس مقام کے قابل پایا۔ وہ محمود اعظم کے سوا کوئی نہ تھا۔ چنانچہ ان سفر کے ایام میں انہوں نے حضرت محمود اعظم کو اپنا نائب اور قائمقام بنایا اور آپ کے اس طرز عمل سے یہ واضح ہو گیا کہ آپ کی نگاہ میں حضرت محمود اعظم کا کیا مقام تھا۔

حضرت محمود اعظم کے پیچھے نور الدین اعظم کی نماز

۲۶ اگست سنہ ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی طبیعت ناساز تھی۔ تھوک میں خون آ گیا تھا۔ طبی طور پر بولنا منع تھا۔ اس لئے یہ جمعہ آپ نے محمود اعظم کو پڑھانے کے لئے فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل بذات خود اس جمعہ کی نماز میں موجود تھے اور انہوں نے حضرت فضل عمر کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ یہ ایک مرتبہ کی بات نہیں۔ بلکہ جب بھی ایسی ضرورت پیش آتی تھی۔ اس وقت آپ ایسا ہی فرمایا کرتے تھے

سنہ ۱۹۱۱ء

صدر مجلس معتمدین

جنوری سنہ ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے اپنی جگہ حضرت فضل عمر کو صدر انجمن کی مجلس معتمدین کا صدر بنا دیا۔ اور اس طرح ایک دفعہ پھر اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا۔ کہ اس سلسلہ میں خلافت اولیٰ کے بعد اگر کوئی شخص سید القوم ہونے کا اہل ہے۔ تو وہ حضرت فضل عمر ہی ہیں۔ اس وقت خدمات کا نقش دل پہ لئے ہوئے بھی موجود تھے۔ علم و فضل کی ڈگریاں بھی ان کے پاس تھیں۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے ان کو اس کام کے لئے نہ چنا۔ اور اگر چنا تو اس عظیم الشان انسان کو چنا۔ جو چند ہی سال کے بعد قوم کا امام ہونے والا تھا۔

حضرت خلیفہ اوّل کا گھوڑے سے گرنا

سنہ ۱۹۱۰ء کے آخری حصہ میں حضرت خلیفہ اوّل گھوڑے سے گر پڑے۔ جس سے سخت چوٹیں آئیں۔ اسی رات مغرب کی نماز میں حضرت فضل عمر نے جماعت کے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ایک کاپی ہو وہ الہامات پڑھ کر سنائے۔ جن میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے گھوڑے سے گرنے کا پیشتر سے ہی ذکر تھا۔ اگرچہ قوم اس چوٹ کو سخت تکلیف سے محسوس کر رہی تھی۔ مگر اس پیشگوئی کے ظہور نے قوم کے قلب پر ایک مرہم رکھ دیا اور رنج میں اس امر کی خوشی پیدا ہو گئی۔ کہ خدا کی باتیں پوری ہوئیں۔ اور اس پیشگوئی کا اعلان بھی خدا تعالیٰ نے حضرت فضل عمر کے ذریعے کروا دیا۔ کیونکہ آپ کو حضرت کی پوری ہونے والی پیشگوئیوں کے شائع کرنے کا خاص شغف تھا۔ اور یہی حالت خود حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تھی۔ بشیر اوّل اور مبارک احمد کی وفات پر آپ نے قوم کے دل پر اس امر سے ایک مرہم عیسوی رکھدی کہ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ جو اس کے وعدوں کے مطابق پوری ہو کر رہیں۔

الغرض

آپ کے گھوڑے سے گرنے سے قوم کے قلوب پر جو زخم تھا اس پر خدا کی وحی کا مرہم رکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل چونکہ اس چوٹ اور زخم سے صاحب فراش ہو گئے۔ اس لئے آپ نے نمازوں اور درسوں کا کام آپ کے سپرد فرمایا۔ اور اس طرح پھر ایک دفعہ قوم کی مذہبی اور دینی باگ آپ کے ہاتھ میں دیدی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی علالت کے ایام میں جماعت کے بعض افراد کے دل میں بیماری پیدا ہوئی۔ اور یہ بیماری **تباغض اور تحاسد** کی تھی۔ ان کے دل میں خدا کے مسیح کے لخت جگر کے متعلق بغض و حسد پیدا ہو گیا۔ وہ اسے جلد جلد بڑھتے ہوئے دیکھ نہ سکے۔ اس مرض کا آغاز ہو گیا۔ جو آگے چلکر نمایاں ہو گیا۔

اسی سلسلہ میں ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے ہندوستان میں لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا۔ ان لیکچروں میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرنا بالکل چھوڑ دیا جس سے خواجہ صاحب کی ایسے جلسوں میں تعریفیں ہونے لگیں۔

اس طرح

جماعت کو خواجہ صاحب اور ان کے دوست یہ تلقین کرنے لگے۔ کہ ہم آہستہ آہستہ ان لوگوں کو کھینچ لیں گے۔ اور یہ ایسی خطرناک بات تھی کہ جس سے اندیشہ تھا۔ کہ قوم کا مذاق بالکل بگڑ جائے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ذکر کو بالکل بھول جائیں۔ حضرت محمود اعظم نے اس مرض **کو شناخت کیا**۔ اور اس کے انجام پر غور فرمایا اور کسی شخصیت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سنہ ۱۹۱۰ء کے سالانہ جلسہ میں جو مسجد نور میں ہوا اس طلسم کو جس سے قوم مسحور ہو رہی تھی باطل کر دیا۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ نے عین موقع پر حضرت محمود اعظم کو بطور فرشتہ رحمت بھیجکر قوم کو ایک خطرناک غلطی سے بچا لیا۔ اور اس طرح آپ کے ذریعے یہ ایک اور احسان جماعت پر ہوا۔

سالانہ جلسہ میں امامت

اسی روز ۲۶ دسمبر کو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے حکم سے ہزارہا بندگان کو ظہر و عصر کی نماز پڑھائی۔ اس موقعے پر نہ صرف ہزارہا کی جماعت موجود تھی۔ بلکہ آج اختلاف کرنے والے بھی سب لوگ اس میں شامل تھے۔ اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے اپنے طرز عمل سے ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا۔ کہ یہی شخص قوم کا امام ہونے کا حقدار ہے۔ اور جس طرح آج میری موجودگی کی گھڑیوں میں یہ تمہارا امام ہوا۔ اسی طرح جب میں نہ ہوں گا۔ اس وقت یہی تمہارا امام ہو گا۔

اگر کوئی خدا کیلئے غور کرے

تو اسے معلوم ہو سکتا۔ کہ خلافت اولیٰ کے وقت جب انتخاب خلافت کا مسئلہ قوم کے سامنے آتا ہے۔ تو حضرت خلیفہ اوّل آپ کا نام لیتے ہیں۔ جب حضرت خلیفہ اوّل سفر میں جاتے ہیں تو محمود اعظم کو امیر مقرر کرتے ہیں۔ جب آپ بیمار ہوتے ہیں۔ تو ساری جماعت کو ساتھ لے کر آپ کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں۔ جب خود بوجہ خلافت صدر انجمن

کی صدارت سے الگ ہوتے ہیں۔ تو آپ ہی کو اس کا صدر مقرر کرتے ہیں۔

سالانہ جلسہ آتا ہے۔ تو آپ ساری جماعت کی امامت حضرت محمود اعظم کے سپرد فرماتے ہیں۔ کیا اس عمل سے واضح نہیں ہو جاتا۔ کہ آپ محمود اعظم کو کیا خیال فرما رہے تھے۔ اور وہ اپنے بعد کس کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دینی چاہتے ہیں۔

مدرسہ احمدیہ کی نظامت

جنوری ۱۹۱۱ء میں مدرسہ احمدیہ کو ہائی سکول سے الگ کر دیا گیا۔ مدرسہ ہائی کے ساتھ جب تک مدرسہ احمدیہ رہا۔ اس کی حالت بالکل ایک لاوارث چیز کی سی تھی۔ طالب علموں کے پاس پورے طور پر کمرے بھی نہ تھے۔ مدرسوں کے پاس اچھی کرسیاں تک نہ تھیں۔ بعض کلاسیں زمین پر چٹائیاں بچھا کر گزارہ کرتی تھیں۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہُوا۔ کہ نہ امتحان ہُوا۔ اور نہ کلاس بندی ہُوئی۔ بالکل لاوارثی کی سی حالت تھی۔ اس بیکسی کے زمانہ میں حضرت محمود اعظم مدرسہ احمدیہ کیلئے پھر فرشتہ بنکر ظاہر ہوئے۔ مدرسہ احمدیہ کی نظامت آپ کے سپرد ہُوئی۔ وہ مدرسہ احمدیہ جس کی ڈوبتی کشتی ایک دفعہ آپ بچا چکے تھے۔ اب آپ نے اسے اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے لیا۔

آپ کا وجود مدرسہ احمدیہ کے لئے ایک مجسم رحمت تھا۔ آپ نے پست خیال طالب علموں کے اندر علو ہمتی پیدا کرنے کے لئے متعدد طریق اختیار فرمائے۔ آپ نے حکماً طالب علموں کو زمین پر بیٹھ کر پڑھنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے پست خیالی پیدا ہوتی ہے۔ طالب علموں کو فن خطابت سکھانے کے لئے جلسوں اور لیکچروں کا انتظام فرمایا ہر جمعرات کو نصف دن تعلیم ہوتی تھی۔ اور باقی نصف وقت میں خطابت ہوتی تھی۔

لڑکوں کے بورڈنگ ہوس کی صفائی کا خاص اہتمام ہونے لگا۔ ہر ماہ میں ایک دفعہ لازماً آپ بورڈنگ۔ ڈائننگ ہوس۔ کچن۔ اور بیت الخلا تک کی صفائی کا ملاحظہ فرماتے۔

عربی مدرسوں کے طالب علموں میں ایک قسم کی پستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو دُور کرنے کے لئے آپ خود وقتاً فوقتاً تقریریں فرماتے۔ اور ان کو ابھارتے۔

مدرسہ احمدیہ کے طالب علموں کے لئے کھیلنے کے لئے کوئی الگ فیلڈ نہ تھی۔ آپ نے ان کے لئے گراؤنڈوں کا انتظام کیا۔ تاکہ آیندہ بننے والے علماء صرف ملّاں ہی نہ ہوں۔ بلکہ ہر طرح چاق و چوبند ہوں۔

مدرسہ احمدیہ کے لئے عربی لائبریری

مدرسہ ہائی کے پاس تو ایک قیمتی لائبریری تھی۔ جس سے طالب علم فائدہ اٹھاتے تھے۔ مگر مدرسہ احمدیہ کے پاس کوئی لائبریری نہ تھی۔ آپ نے اس ضرورت کو سخت محسوس کیا اور اپنی لائبریری سے قیمتی کتابوں کا ایک بڑا مجموعہ جس میں الھلال مصر کے پرچے بھی تھے مرحمت فرمایا۔ اور مزید روپیہ بھی انجمن سے منظور کروایا۔ طالب علم عربی کتابوں کو پڑھتے تھے۔ اور فائدہ اٹھاتے تھے۔

خود پڑھانا شروع کیا

آپ نے مدرسہ احمدیہ کی چوتھی جماعت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ اور روزانہ تین چار گھنٹہ اپنا وقت دیتے تھے۔ میں بھی اس کلاس کا طالب علم تھا۔ اور اپنے بخت پر فخر کرتا ہوں۔ کہ مجھے آپ سے نسبت تلمذ حاصل ہے۔ آپ اپنی کلاس کے طالب علموں کی ہر طرح سے تربیت فرمایا کرتے تھے۔ یہ مدرسہ احمدیہ کا موضوع بہت لمبا ہے۔ سردست اختصار سے اس قدر لکھتا ہوں۔ کہ بعض طالب علم مدرسہ میں کرتہ پہنکر آجاتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ترجمہ کے لئے ایک فقرہ دیا۔ جو یہ تھا۔

مدرسہ میں بغیر کوٹ پہننے نہیں آنا چاہیئے۔

اس فقرہ سے سب لڑکے سمجھ گئے۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ دوسرے دن لڑکے کوٹ پہن کر آگئے۔

تربیت کا یہ ایک عجیب پہلو تھا۔ ایک دن سکول میں آپ دیر سے تشریف لائے۔ لڑکے باہم ہنسی مذاق کرنے لگے۔ اسی حالت میں آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے اس وقت تو کچھ نہ فرمایا۔ تیسرے دن اردو سے عربی کرنے کا جب کام دیا۔ تو حسب ذیل فقرات اس میں درج تھے :-

(۱) ہنسی مذاق بُری چیز نہیں۔
(۲) مگر کھیل کھیل کے وقت کھیلو۔
(۳) مدرسہ میں جب آؤ۔ ایک دوسرے کا ادب کرو۔
(۴) دھکم دھکا مت ہو۔
(۵) کسی کے کندھے پر ہاتھ مت رکھو۔

لڑکوں نے عربی میں ترجمہ تو کیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اپنی اصلاح کر لی۔ رات کو آپ لڑکوں کو سٹیڈی کی حالت میں دیکھنے کے لئے تشریف لاتے

الغرض

مدرسہ احمدیہ آپ کی پوری توجہ سے بڑھتا چلا گیا۔ اور سلسلہ میں جس قدر کام کرنے والے علماء آج نظر آتے ہیں۔ وہ آپ کی توجہ اور محنت کا نتیجہ ہے۔

ایک پرائیویٹ درس

انہی ایام میں حضرت میرزا بشیر احمد صاحب کالج سے تشریف لائے تھے۔ آپ کی خاطر سے گھر میں آپ نے ایک درس شروع فرمایا تھا۔ اس میں حسب ذیل کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ خطبہ الہامیہ دروس النحویہ حصہ دوم۔ قصیدہ بانت سعاد۔ حضرت میاں صاحب کے سوا سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ اور حضرت میرزا شریف احمد صاحب اس درس میں شامل تھے۔ اور میرے والد صاحب نے مجھے بھی شامل کرا دیا تھا۔ اس طرح مجھے ایک بار پھر آپ کو شاگردی کا فخر حاصل ہُوا۔

طریقہ تعلیم

اس درس میں طریقہ تعلیم یہ تھا۔ کہ طالب علم کرسیوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ آپ ہر روز پچھلا درس سنا کرتے تھے۔ اور جب ایک سوال پوچھا جاتا۔ اور نمبر ایک سے لے کر نمبر ۹ یا ۱۰ تک کسی نے نہ بتایا۔ اور آخری طالب علم نے بتلا دیا۔ تو اسے آخری نمبر سے اٹھا کر نمبر ایک پر لے آتے۔ اور باقی سب نمبر ایک ایک نمبر نیچے ہو جاتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ طالب علم اپنے اپنے نمبر کی حفاظت کے لئے خوب محنت کرتے کالجوں سے آئے ہُوئے حضرات اپنی رخصتیں گذار کر واپس تشریف لے گئے۔ اور میں ایک سال تک پڑھتا رہا

انجمن انصار اللہ

اسی سال آپ نے تبلیغ کی غرض سے ایک جدید انجمن کی بنیاد رکھی۔ اور اس کا نام انصار اللہ رکھا۔ اس کی تحریک ایک رویائے صادقہ کی بناء پر ہُوئی۔ اور جو لوگ اس میں داخل ہوتے تھے۔ وہ سات دن تک استخارہ کر کے داخل ہوتے تھے۔ اس انجمن میں شمولیت کیلئے آپ نے ایک اعلان بعنوان من انصاری الی اللہ شائع فرمایا تھا یہ مضمون چونکہ ایک تاریخی مضمون ہے۔ اور اس مضمون سے حضرت کی سیرت پر وسیع نظر پڑتی ہے۔ اس لئے میں اس مضمون کو یہاں درج کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

"چند دن کا ذکر ہے۔ کہ صبح کے قریب میں نے دیکھا۔ کہ ایک بڑا محل ہے۔ اور اس کا ایک حصہ گرا رہے ہیں۔ اور اس محل کے پاس ایک میدان ہے۔ اور اس میں ہزاروں آدمی پتھیروں کا کام کر رہے ہیں۔ اور بڑی سرعت سے اینٹیں پاتھتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسا مکان ہے۔ اور یہ کون لوگ ہیں۔ اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں۔ تو ایک شخص نے جواب دیا۔ کہ یہ جماعت احمدیہ ہے۔ اس کا ایک حصہ اس لئے گرا رہے ہیں۔ تا پرانی اینٹیں خارج کی جائیں۔ (اللہ رحم کرے) اور کچی اینٹیں پکی کی جائیں۔ اور یہ لوگ اینٹیں اس لئے پاتھتے ہیں۔ تا اس مکان کو بڑھایا جائے اور وسیع کیا جائے۔ یہ ایک عجیب بات تھی کہ سب پتھیروں کا منہ مشرق کی طرف تھا اس وقت دل میں خیال گذرا۔ تو یہ پتھیرے فرشتے ہیں۔ اور معلوم ہُوا۔ کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہم کو بہت ہے۔ بلکہ فرشتے ہی اللہ تعالےٰ سے اذن پاکر کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے سوچا۔ کہ جو کوئی کسی کے کام میں اسے مدد دیتا ہے۔ تو وہ اس کا دوست اور پیارا بن جاتا ہے۔ تو اگر ہم اس وقت ملائکہ کے کاموں میں مدد دیں گے۔ جو خود اپنی ہی مدد ہے۔ تو ضرور ہے کہ ملائکہ کا ہم سے خاص تعلق ہو جائے۔ اور اس تعلق کی وجہ سے خود ہمارے نفوس کی بھی اصلاح ہو۔ اور ملائکہ ہمارے دلوں میں کثرت سے نیک تحریکیں شروع کر دیں۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں دو تحریکیں پیدا کیں۔ کہ جن سے سلسلہ کی خدمت مدنظر ہے۔ ایک تو یہ کہ طاعون شروع ہے۔ اور اب کے سال بہت بڑھے گا۔ اس لئے ایک اشتہار دیا جائے۔ کہ جس میں لوگوں کو اس سلسلہ کی دعوت دی جائے۔ اور چونکہ اس موقعہ پر لوگوں کے دل نسبتاً زیادہ سخت نہیں ہونے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ چاہے تو بہت فائدہ ہوگا۔ اور یہ اشتہار ہزاروں کی تعداد میں کثرت سے بلاد ہند میں شائع کیا جائے۔ چنانچہ یہ اشتہار میں نے لکھ کر چھپنے کے لئے دے دیا ہے۔ جو چند دنوں تک ہی تیار ہو جائے گا۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ احمدی احباب خصوصاً جن علاقوں میں ... کا زور ہو۔ اس اشتہار کی کثرت سے اشاعت کرینگے۔ اور جن کے دل میں اللہ تعالےٰ یہ تحریک پیدا کرے۔ وہ مجھ سے اشتہار طلب کریں۔ جو فوراً ان کی خدمت میں بھیجدیا جائے گا۔

دوسری تحریک جو اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے۔ کہ ایک انجمن قائم کی جاوے۔ جس کے ممبران خصوصیت سے قرآن و حدیث اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کی طرف توجہ رکھیں اور افراد جماعت میں صلح اور آشتی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے ممبران اپنا دنیاوی کام کرتے ہُوئے بھی اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دیں۔ یعنی ہر ایک موقعہ سے جو تبلیغ حق کا ملے فائدہ اٹھائیں۔ اور گویا اسی فکر میں اپنے اوپر آرام و چین حرام کر دیں۔ پس اس لئے میں اس اعلان کے ذریعے ہر ایک اس روح کو جو اپنے اندر حق کے پہنچانے کا جوش رکھتی ہے بلاتا ہوں۔ کہ وہ اس کام میں مدد دے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کی امیدوار ہو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کا منشاء تو پورا ہو کر رہے گا۔ یہ ایک موقعہ ہے۔ جو ہم کو دیا گیا ہے کہ جس خدا نے ایک مامور کو دنیا کی ہدایت اور روشنی کے لئے بھیجا۔ وہ اس کے نور کو اور ہدایت کو دنیا میں نہیں پھیلائے گا۔ کیا دنیا باوجود ایک مامور من اللہ کے آنے کے تاریک کی تاریک ہی رہے گی۔ ہرگز نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ خدا تعالےٰ کی باتیں نہیں گرتیں۔ ہاں مبارک وہ جو اللہ تعالےٰ کے ارادوں میں اپنے ارادوں کو شامل کر دیتا ہے۔ اور جیتے جی اپنے مولا کی راہ میں اپنی خواہشوں اور امنگوں پر موت وارد کر لیتا ہے۔ یہ شخص ہے جو حقیقی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور اس کی حیات سچی حیات ہے۔ ورنہ وہ انسان جو باوجود اشرف مخلوقات ہونے کے سگ دنیا بنکر طمع و حرص کے مردار پر گرتا ہے۔ اور اپنے ہمسایہ اور پڑوسی سے لڑ اور جھگڑ کر اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کی زندگی ہی کیا۔ اور اس کے جینے کا فائدہ ہی کیا۔ بہتر ہوتا۔ کہ وہ پہلے ہی نہ ہوتا۔ کہ وہ پیدا ہی نہ ہوتا۔ اور وہ دن دور نہیں جب کہ اسے کہنا پڑے۔ کہ یلیتنی کنت ترابا۔ پس یہ مت سمجھو۔ کہ دنیا کی ترقیوں اور مال و جلال کے بڑھانے سے تم اپنے اصلی مقصد کو پہنچ گئے۔ بلکہ جب تک اپنی اپنے بھائی کی فکر نہ کرو۔ اور دین کی فکر تمہیں سوہان جان ہو کر نہ لگے۔ تم نے اپنی جان و عمر ضائع کر دی۔ اور قیمتی وقت بے ہودہ باتوں میں کھو دیا۔ کاش تم اتنا سمجھتے۔ کہ جس مسافر نے دُور جانا ہو۔ اور لمبی منزل طے کرنی ہو۔ وہ جس قدر ممکن ہو۔ بوجھ کو ہلکا کرتا ہے۔ اور فضول اور زائد چیزوں کو نہیں اٹھاتا۔ پس کیا افسوس ہے۔ اس پر جس نے نامعلوم کیسے دشوار گذار راستوں سے گذر کر میدان حشر میں پہنچنا ہے اور ہر وقت فکر میں ہے۔ کہ جو کچھ بھی ملے۔ وہ اپنے کندھے پر اٹھا لوں۔ دنیا کی آسائش اور عیش و عشرت کی زندگی ایک بوجھ ہے۔ جو اس مسافر کو تھکا کر چور کر دے گا۔ اور جنت کے

دروازہ پر پہونچنے سے پہلے ہی اس کی ہڈیاں توڑ دے گا۔ لیکن خدمت دین ایک ایسی سواری ہے جو ہر وقت اُسے بہشت بریں کی طرف اڑائے لئے جارہی ہے۔ کتنے دل ہیں جو اپنے بھائیوں کے لئے غمگین ہیں۔ اور کتنی آنکھیں ہیں۔ جو دنیا کی گمراہی کو دیکھ کر چشم پُر آب ہیں۔ ہاں کتنے جگر دین کی پراگندگی پر چاک چاک ہو رہے ہیں۔ اور کن کن کے گریبان ایسے پھٹے ہیں۔ کہ وہ بس سیئے ہی نہیں جاتے۔ ہمارے ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں بھائی ہیں۔ کہ جنہوں نے خدا کو بھی نہیں پہچانا۔ جو ملائکہ کے منکر ہیں جو کتب سماوی کے قائل نہیں۔ جو رسولوں پر تمسخر کرتے ہیں۔ جن کے زمانہ میں خدا کا ایک مامور آیا۔ لیکن انہوں نے اس کی قدر نہ کی۔ اور اپنی آنکھوں سے حفاظت کی پٹی اتار کر اسے نہیں دیکھا۔ ہم نے ان کے لئے کیا کیا اور ان تک اس مجدد دین کے پاک و شیریں کلمات کے پہنچانے میں کس قدر کوشش کی۔ کیا تم نے سنا نہیں۔ کہ "خفتہ را خفتہ کے کند بیدار"۔ ہم خود ہی سوتے رہے۔ اور دنیا کی جھوٹی چمک اور یورپ کی فریب وہ جلوہ آرائیوں پر مرتے رہے۔ تو غیر کو جگانے سے پہلے بہتر ہے۔ کہ اپنے آپ کو جگائیں۔ اور دوسرے کی آنکھوں سے جہل کی پٹی اتارنے سے پہلے اپنی ہی آنکھوں کا فکر کریں۔ ملائکہ اس کام میں لگے ہُوئے ہیں۔ پس بہتر ہے۔ کہ ہم بھی لہو لگا کر شہیدوں میں ملجائیں۔ کام کو اللہ ہی نے کرنا ہے۔ ہماری تو کوششیں ہی ہیں۔ اور یہی بات تو یہ ہے۔ کہ کوشش کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے ؎

ہمارا کچھ نہیں سب کچھ اُسی در گہ سے ملتا ہے
بلا حکم خدا کب ایک تنکا تک بھی ہلتا ہے

یہ مت سمجھو۔ کہ ہم اس کام کے لائق نہیں۔ اگر ہمت و استقلال ہو۔ اور خدا تعالےٰ سے سچا تعلق ہو۔ تو پھر وہ خود ہی قرآن و حدیث کا علم سکھا دیتا ہے۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے ایک رات میں کئی ہزار عربی الفاظ کا مادہ سکھلا دیا گیا تھا۔ پس خدا کے خزانہ وسیع ہیں۔ کمر ہمت کو چست کرو۔ اور دنیا کو کان کھول کر سنا دو۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ مگر خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ اسلام کا سورج گہن کے نیچے ہے۔ خدا کے حضور میں تڑپو۔ آہ و زاری کرو۔ تا وہ گہن دُور ہو۔ اور دنیا خدا تعالےٰ کا چہرہ دیکھے۔ اور قرآن اور رسول کریم کی عظمت اس پر ظاہر ہو۔ اور حضرت مسیح موعود کی سچائی سے وہ آگاہ ہو۔ صاف گو بنو اور پیچ اور دھوکے کو چھوڑ دو۔ اور صاف صاف الفاظ میں دنیا پر وہ سچائیاں ظاہر کرو جو خدا نے تم کو دی ہیں۔ تا قیامت کے دن سبکدوش ہوں۔ کہ ہم نے اپنی طرف سے تبلیغ کر دی تھی۔ کون جانتا ہے۔ کہ میں کل تک زندہ رہوں گا۔ پس ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ کل کے آنے سے پہلے ہی اپنے خیالات کا دنیا پر اظہار کرے۔ اور مولےٰ سے جو کچھ ہدایت پائے۔ اس کو لوگوں پر پیش کرے۔ پھر جس کا دل چاہے مانے اور جو چاہے انکار کر دے۔ حضرت مسیح نے اس تبلیغ کے کام کے لئے اپنے حواریوں کو کہا تھا۔ کہ من انصاری الی اللہ۔ آج میں بھی حضرت مسیح کے تتبع کے طور پر اپنے دوستوں کے آگے یہی کلمہ دوہراتا ہوں۔ کہ اپنی کمر ہمت باندھ کر میرے ساتھ اس کام میں شامل ہو۔ اور جہاں تک ہو سکے اس کام کو کرو۔ تا خدا تعالیٰ کی درگاہ سے انعام کے مستحق ہو۔ یہ سلسلہ تو ضرور پھیلے گا ہی۔ لیکن ہم نے سستی دکھائی تو ہم انصار کیونکر بنیں گے۔ لیکن یہ چونکہ ایک بڑا عظیم الشان کام ہے۔ اسلئے یہ شرط لگانی پسند کرتا ہوں۔ کہ جس نے اس کام میں حصہ لینا ہو۔ وہ پہلے سات دفعہ استخارہ کرلے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس کے کام کا ذمہ وار ہو جائے۔ اور اگر سات دفعہ استخارہ کرنے کے بعد اس کے دل کو اللہ تعالیٰ اس طرف جھکا دے۔ تو پھر شوق سے انجمن میں داخل ہو۔ چنانچہ میں نے بھی اس اعلان کے پہلے خود کئی دفعہ استخارہ کیا۔ اور نہ صرف خود ہی کیا۔ بلکہ کئی ایک نیک اور صالح دوستوں سے بھی استخارہ کروایا۔ اور کئی دوستوں کو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات بھی ہوئیں تب جا کر یہ کام میں نے شروع کیا۔ اور استخارہ وغیرہ کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی اجازت لی۔ چنانچہ اس انجمن کے وہ قواعد جن کی پابندی ہر ایک ممبر کو لازمی ہوگی۔ وہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کر کے اجازت حاصل کرلی گئی"۔ انصار اللہ کے قواعد کا ذکر دوسری جگہ آجائے گا مگر اس تحریر سے آپ کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کے دل میں ایک سوز اور ایک کرب تھا۔ جو آپ کو بے قرار کر رہا تھا۔ ایک آگ تھی۔ جو اندر ہی اندر کھا رہی تھی۔ آپ چاہتے تھے۔ کہ جماعت اشاعت سلسلہ میں منہمک ہو جائے اور جماعت میں وحدت و محبت پیدا ہو جائے۔ اور وہ سب بنیان مرصوص کی طرح ہو جائیں یہ چیز بچپن سے آپ کے اندر نمایاں نظر آرہی تھی۔ انجمن ہمدردان اسلام۔ انجمن تشحیذ الاذہان۔ انجمن ارشاد۔ انجمن انصار اللہ۔ اور بعد میں بھی آپ کے منشا کے ماتحت جو انجمنیں معرض وجود میں آئیں۔ ان سب میں یہی منشا کام کر رہا تھا۔ اور آپ کی خلافت کے گذشتہ پچیس سال میں بھی یہی ایک چیز نمایاں ہے۔ کہ کسی طرح دین کی اشاعت ہو۔ اور دنیا اس نور کو دیکھے۔ جو اس زمانہ کے نبی اور رسول کے ذریعے مخلوق کو ملا۔ آپ کے اس درد کا اظہار ان انجمنوں کے ذریعے اور ان مضامین کے ذریعے جو آپ نے لکھے۔ اور ان خطبات کے ذریعے جو آپ نے فرمائے اور ان نظموں کے ذریعے جو آپ نے وقتاً فوقتاً کہیں۔ ایک فوارہ کی طرح اچھلتا ہُوا نظر آتا ہے۔ چنانچہ آپ اپنے کلام میں فرماتے ہیں ؎

مدت سے پارہ ہائے جگر کھا رہا ہوں میں
رنج و محن کے قبضے میں آیا ہُوا ہوں میں
میری کمر کو قوم کے غم نے دیا ہے توڑ
کس ابتلا میں ہائے ہُوا مبتلا ہوں میں
کوشاں حصول مطلب دل ہوں میں اسقدر
کہتا ہوں تم کو سچ ہمہ تن التجا ہوں میں
کچھ اپنے تن کا فکر ہے مجھ کو نہ جان کا
دین محمدی کے لئے مر رہا ہوں میں

دل اور جگر میں گھاؤ ہوتے جاتے ہیں کہ جب
چاروں طرف فساد پڑے دیکھتا ہوں میں
مرگِ پسر پہ پیٹتی ہے جیسے ماں کوئی
حالت پہ اپنی قوم کے یوں پیٹتا ہوں میں
دل میرا ٹکڑے ٹکڑے ہُوا ہے خدا گواہ
غم دُور کرنے کے لئے گو ہنس رہا ہوں میں

پھر فرمایا:۔

شیطان سے جنگ کرنے میں جاں تک لڑاؤنگا
یہ عہد ذات باری سے اب کر چکا ہوں میں
افسوس ہے کہ اس کو ذرا بھی خبر نہیں
جس سنگدل کے واسطے یاں مر رہا ہوں میں
کہتا ہوں سچ کہ فکر میں تیری ہی غرق ہوں
اے قوم سن کہ تیرے لئے مر رہا ہوں میں
کیا جانے تو کہ کیسا مجھے اضطراب ہے
ایسا تپاں ہے سینہ کہ دل تک کباب ہے

اللہ اللہ کیا درد اور کیا قلبی کرب کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ کوئی شاعرانہ تخیل نہیں تھا۔ بلکہ آپ کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ہی جسے ایک فقرے میں یوں ادا کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کے احیاء کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دینا۔

دشمنوں کی ایک جماعت

میں اوپر کسی جگہ ذکر کر آیا ہوں۔ کہ آپ کے دشمنوں کی ایک جماعت پیدا ہو چکی تھی۔ ان کی اندرونی حاسدانہ کارروائیوں سے تنگ آکر ایک دفعہ اپنے کلام میں یوں ذکر فرمایا ؎

میرے دل پر رنج و غم کا بار ہے
ہاں خبر لیجے کہ حالت زار ہے
میرے دشمن کیوں ہُئے جاتے ہیں لوگ
مجھ سے پہنچا ان کو کیا آزار ہے

پھر فرمایا:۔

میری خواری سے ہیں سب بے خبر
جو ہے میرے درپئے آزار ہے
ٹکڑیں میں گھس گیا ہے میرا جسم
دل میرا اک کوہ آتشبار ہے

مسئلہ کفر و اسلام

خواجہ صاحب اور ان کے ہم خیال دوستوں نے اس سال ایک جدید حملہ دانستہ یا نادانستہ کر دیا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ انہوں نے اس امر کا اظہار کیا۔ کہ مسیح موعود پر ایمان لانا کوئی ضروری نہیں اور اس سے کفر مستلزم نہیں ہوتا۔ احمدیت کی ایک بڑی زبردست خصوصیت کو اس طرح بیک جنبش قلم مٹا دیا گیا۔

حضرت محمود اعظم

کو سلسلہ کے لئے خدا تعالےٰ نے پہلے دن سے ہی غیرت دی تھی۔ اور وہ سلسلہ کے مقابلہ میں کسی وجاہت کی پرواہ نہ فرماتے تھے۔ اور یہی آپ کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو ہے۔ کہ آپ سلسلہ کی حمایت اور سلسلہ کی حفاظت کے لئے دنیا کا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور سلسلہ کے مقابلے میں کسی پیاری سے پیاری اور محبوب سے محبوب ہستی کی بھی آپ کو پرواہ نہیں۔ خواجہ صاحب اگرچہ اس زمانہ میں سلسلہ کے ایک بڑے رکن تھے۔ اور عام طور پر کسی شخص کو جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ کہ وہ ان کے کسی فعل کے خلاف آواز اٹھائے۔ مگر خدا تعالےٰ نے آپ کو حق و صداقت کے پہاڑ پر کھڑا کیا ہُوا تھا۔ اس لئے آپ نے کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے ہُوئے اس وقت جماعت کی راہنمائی فرمائی۔ اور اس سحر کو پاش پاش کر دیا۔ اور آپ نے ایک زبردست مضمون لکھکر عقدہ کشائی فرما دی۔ چنانچہ یہ مضمون الحکم ۱۴ مئی ۰۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کا عنوان ہے

مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے

اگر آپ اس وقت راہنمائی نہ فرماتے۔ تو اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین تھا۔ کہ قوم آہستہ آہستہ عام لوگوں میں جذب ہو جاتی۔ پس آپ نے عین وقت پر قوم کی راہنمائی فرمائی۔ اور اس تلاطم خیز سیلاب میں ڈوبنے سے بچا لیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کے شہر میں

اتمام حجّت

۶-۷ مئی ۰۸ء کو بٹالہ کی انجمن نے پہلا جلسہ سالانہ کیا۔ اس جلسہ میں حضرت محمود اعظم کے بھی دو لیکچر ہُوئے۔ ایک لیکچر "حقیقی مذہب کونسا ہے" اور دوسرا "ضرورت امام" پر ہُوا تھا۔ اور اس کا اثر کیا ہُوا۔ اس کے متعلق اب کچھ لکھنے اور کہنے کی اس لئے ضرورت نہیں کیونکہ یہ امر واضح ہو چکا ہے۔ کہ بولنے والا مؤید من اللہ تھا۔ اور وہ روح القدس کی آواز سے بولتا تھا۔ سب سے اہم بات یہ ہے۔ کہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی اوّل المکفرین کے گھر پہنچکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کا حق ادا کر دیا۔ اور اتمام حجت کر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ایک خواہش کو پورا کر دیا

آپ کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے منہ سے نکلے ہُوئے فقرے کو پورا کریں۔ اور اس طرح آپ کی چھوٹی سے چھوٹی خواہش کو پورا کر دیں۔ ان میں سے ایک مثال میں اب پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام۔ نے آپ کی آمین پر جو نظم لکھی۔ اس کا طرح مصرعہ یہ تھا:۔

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آمین پر مصرع یوں تھا:۔

فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس کے بعد حضور کا منشا مبارک تھا۔ کہ کسی آئندہ تقریب پر یہ مصرع رکھیں گے:۔

سبحان الذی اوفی الامانی

مگر خدا تعالیٰ کی مشیت اور تھی ۔ اور آپ کو اس کا موقع نہ ملا ۔ اس لئے حضور کی اس خواہش کے مطابق حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ صاحبہ کی آمین پر آپ نے آمین لکھی اور اسی مصرعہ پر سب نظم لکھکر حضرت اقدس و اعلیٰ کی خواہش کو پورا کر دیا ۔ اسی ایک چھوٹی سی خواہش پر ہم کو یہ اندازہ لگانے کا موقعہ مل گیا ۔ کہ حضور حضرت اقدس و اعلیٰ کی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے آپ کے قلب میں کس قدر تڑپ ہے ؟

الحکم کیلئے دس روپیہ فنڈ

اخبار الحکم حضرت مسیح موعود کے زمانے کا اخبار ہے ۔ اور ۱۹۱۱ء میں آکر سخت مشکلات میں گھر گیا ۔ آپ کو اس سے سخت تکلیف ہوئی ۔ الحکم کو اس مشکل سے بچانے کے لئے آپ نے ایک دس روپیہ فنڈ جاری فرمایا ۔ تاکہ الحکم اس مالی تنگی سے نجات حاصل کر کے پوری قوت سے جاری رہ سکے ۔

۱۹۱۲ء کا آغاز

شروع سال میں ہی یعنی ۷ جنوری ۱۹۱۲ء میں آپ نے انجمن انصار اللہ کے اصول و قواعد الحکم میں شائع فرما دیئے ۔ میں اس جگہ انصار اللہ کے یہ قواعد شائع کر دیتا ہوں ۔ اس لئے کہ ان میں بھی سیرت کے موضوع پر ایک بڑا مواد موجود ہے ۔

اصول و قواعد اور ہدایات برائے انصار اللہ

برادران ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انجمن انصار اللہ کے کام کو باقاعدہ چلانے کیلئے اس کے اصول و قواعد کو شائع کر دیا جائے ۔ اور اسی طرح ممبران انجمن کے لئے ضروری ہدایات بھی چھاپ دی جائیں ۔ تاکہ انصار اللہ ہیں کام کرنے میں سہولت ہو ۔ اور آئندہ کسی کو عذر نہ رہے ۔ کہ مجھے قواعد سے واقفیت نہ تھی ۔

اس انجمن کی بنیاد ابتدائے ۱۹۱۱ء میں ایک خواب کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ اور اجازت سے رکھی گئی ۔ اور اس کے ممبران کے لئے مندرجہ ذیل دس قواعد مقرر کئے گئے ۔ جن کا پابند ہر ایک ممبر انجمن کو ہونا لازمی ہوگا ۔

(۱) اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا ۔ کہ حتی الوسع تبلیغ کے کام میں لگا رہے ۔ اور جب موقع ملے ۔ اس کام میں اپنا وقت صرف کرے ۔ جو اپنے گاؤں یا شہروں میں کر سکیں وہاں کریں ۔ اور جنہیں زیادہ موقعہ ملے اور علاقہ میں بھی ۔

(۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا ۔ کہ قرآن اور حدیث کے پڑھنے اور پڑھانے میں کوشاں رہے ۔

(۳) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا ۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے افراد کی آپس میں صلح اور اتحاد پیدا کرنے میں کوشاں رہے ۔ اور لڑائی جھگڑوں سے بچے ۔ خصوصاً جب کہ آپس میں کوئی جھگڑا ہو ۔ تو خود فیصلہ کر لیں ورنہ حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کریں ۔

(۴) ہر ایک قسم کی بدظنیوں سے بچے ۔ جو اتحاد و اتفاق کو کاٹتی ہیں ۔

(۵) ہر ماہ کے آخر میں وہ مجھے یا جس کے یہ کام سپرد ہو اطلاع دیں ۔ کہ انہوں نے اس ماہ میں کیا کام کیا ۔

(۶) اس مجلس کے ممبر آپس میں رشتہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہیں ۔ اور تعلق بڑھانے کے لئے ایک دوسرے کے لئے دعا کریں ۔ اور حدیث صحیحہ کے مطابق جو قریب کے دوست ہوں ۔ ایک دوسرے کی دعوت کریں ۔ اور اور تحادوا تحابوا پر عمل کریں ۔ اور عام طور سے عموماً اور ممبران سے خصوصاً ہمدردی ظاہر کریں ۔ اور بوقت مشکلات مدد کریں ۔

(۷) تسبیح و تحمید میں کوشش کریں ۔ اور چونکہ رسول کریم کے لاکھوں کروڑوں احسانات ہیں ۔ ان پر کثرت سے درود بھیجیں ۔ اور نماز کے علاوہ درود پڑھنے کے وقت خلفائہٖ کا لفظ بڑھا کر خصوصیت سے حضرت مسیح موعود کو مدنظر رکھیں ۔

(۸) نمازیں باجماعت پابندی اوقات سے ادا کریں ۔ اور نوافل صلوٰۃ و صدقہ اور روزہ کے لئے بھی کوشش کریں ۔ کیونکہ ترقیات روحانی نوافل سے ہوتی ہیں

(۹) گورنمنٹ انگریزی چونکہ نہایت منصف اور عادل گورنمنٹ ہے ۔ اور اسلام کے احکام کے ماتحت ہم پر اس کی اطاعت و مدد فرض ہے ۔ اور حضرت مسیح موعود کا بھی ہمیشہ یہی ارشاد رہا ہے ۔ اس لئے اس انجمن کے کل ممبران کا فرض ہوگا کہ گورنمنٹ کی وفاداری پر ہمیشہ قائم رہیں ۔ اور لوگوں میں بھی اس بات کے پھیلانے کی کوشش کریں ۔ اور ہر ممکن موقع پر گورنمنٹ کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھے ۔

انجمن انصار اللہ وقتاً فوقتاً جو کام کریگی اس کے لئے ضروری ہوگا کہ کل ممبران امیر مجلس کے فیصلہ پر عمل کریں ۔ جو کہ ممبران مجلس سے مشورہ کر کے اس پر عمل کرے گا ۔ جس پر اس کو اللہ قائم کرے ۔ اور یہ ضروری نہیں ۔ کہ کثرت رائے پر ضرور ہی عمل کیا جائے چونکہ تبلیغ کے لئے علم قرآن و حدیث کا ہونا از بس ضروری ہے ۔ اس لئے اس انجمن کے ممبران حسب موقع و فرصت قادیان آکر ان علوم کے سیکھنے کی کوشش کریں ۔

انصار کو چاہیئے ۔ کہ باہم ملاقات کثرت سے کریں ۔ کسی شہر میں جائیں ۔ تو وہاں کے انصار کو تلاش کر کے ملیں ۔ خواہ ہرج ہی ہو اگر ریل میں سفر کر رہے ہیں ۔ تو جو اسٹیشن رستے میں آتے ہوں وہاں کے انصار کو اطلاع دیں تاکہ وہ اسٹیشن پر آکر مل جاویں ۔ انصار سفر میں حتی الوسع انصار کے پاس ٹھہریں ۔ ملیں تو صحابہ کی طرح دینی گفتگو کر کے ایمان تازہ کر لیں ۔ اعتراض حل کریں ۔ اور علمی افادہ ایک دوسرے سے حاصل کریں ۔ خانگی امور میں باہم مشورہ طلب کر لیا کریں ۔ مگر یاد رہے کہ مشورہ قبول کرنا فرض نہیں ہوتا ۔ ہاں جب کسی بزرگ سے مشورہ لیا جائے ۔ تو اس پر ضرور عمل کرنا چاہیئے باہم دعوتیں کیا کرو ۔ اور تمہارا باہم سلوک ایسا ہو ۔ کہ جیسا سگے بھائیوں کا ہونا چاہیئے ۔ تمام انصار ایک ماہوار رپورٹ بھیجا کریں ۔ جس میں مندرجہ ذیل امور کے متعلق اطلاع ہو درس و تدریس ۔ قرآن و حدیث کا کس طرح ہوا کتنا پڑھا یا پڑھایا ۔ قرآن کے اپنی رائے سے معنی کرنے میں جرأت نہیں کرنی چاہیئے ۔ بغیر سند کے معنی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے ۔ کیا تبلیغ کی ؟ کیا نتیجہ نکلا ؟ تبلیغ کا کیا کیا موقع ملا ۔ مہینے میں کس کس بھائی سے ملاقات کی ۔ اور محبت بڑھائی کتنے لیکچر دیئے ۔ تبلیغ میں کون کون سا فرقہ کہاں کہاں اڑتا تھا ۔ خاص فرقوں کے اعتراضوں کے کیا جواب دیئے ۔ خاص مذاہب یا فرقوں پر کون سے اعتراضات کارگر ہوئے ۔ کیا مشکلیں پیش آئیں وغیرہ ۔

انجمن کی کارروائی کو باقاعدہ اور چست کرنے کے لئے سال میں ایک دفعہ انصار اللہ قادیان میں اکٹھے ہوں گے ۔ اور ترقی تبلیغ پر ضروری گفتگو ہوگی ۔ اور آپس کی ملاقات کر کے ایک دوسرے سے واقفیت پیدا کریں گے ۔ سلسلہ کے متعلق مختلف کتب کا کا سال میں ایک دفعہ امتحان ہوا کرے گا ۔ تاکہ احباب کو ضروری مسائل سے واقفیت پیدا ہو ۔ کتب نصاب کی پہلے سے اطلاع دیدی جایا کرے گی اور جو صاحب امتحان میں شامل ہونا چاہیں وہ اپنا اپنا نام لکھوا دیا کریں گے ۔ جس ممبر کی کوشش سے کوئی شخص احمدیت میں داخل ہو ۔ وہ اس شخص کا مفصل پتہ مجھے لکھ دیا کریں ۔ تاکہ اس کا نام رجسٹر میں لکھ لیا جایا کرے ۔ تا معلوم ہو ۔ کہ انصار اللہ کے کام کا کیا نتیجہ ہوا ۔ یہ نام حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھی پیش کئے جایا کریں گے ۔

آخر میں اپنے دوستوں کو اس بات کی نصیحت کرتا ہوں ۔ کہ یہ وقت کام کرنے کا ہے سست بیٹھنے کا نہیں ۔ یہ دنیا فانی ہے ۔ اور آخر میں سب نے اس دنیا کو چھوڑ کر دار آخرت کی طرف جانا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں ۔ کہ اگر ان کو گننا چاہے تو ناممکن ہے ۔ اس پیارے آقا محسن رب کی دلربا ذات کی طرف قسم قسم کے عیوب منسوب کئے جا رہے ہیں ۔ پس اٹھو اور کمر ہمت باندھو ۔ اور جس طرح تم سے ہو سکے اس کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرو ۔ اگر تم نے اپنا نام انصار اللہ رکھ لیا ۔ تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ۔ کام انصاروں کے کرو ۔ تا خدا کی رضا ء تمہارے شامل حال ہو ۔ اور اس کے رجسٹر میں تمہارا نام انصار اللہ میں لکھ لیا جائے ۔ میرے دوستو خدا کی رضا ایک ایسی چیز ہے جو اس قابل ہے ۔ کہ اس کی جستجو کیجائے ورنہ یہ دنیا کے مال و اسباب تو محض ناکارہ اور ہلاک ہو جانے والی چیزیں ہیں ۔ وہ شخص ہلاک ہو گیا کہ جس نے دنیا کے خزانے جمع کرنے میں اپنا وقت خرچ کر دیا ۔ اور ہمیشہ زندگی پا گیا وہ شخص جو رحمت الٰہی کے سایہ میں آ گیا ۔ والسلام

خاکسار میرزا محمود احمد "

حضرت خلیفہ اوّل بھی انصار اللہ کے ممبر ہو گئے تھے اور اس میں اس امر کی طرف اشارہ تھا ۔ کہ میں جو تم سب کا امام ہوں محمود اعظم کے ماتحت کام کرنا پسند کرتا ہوں ۔ یہ اس لئے کہ تم سب جان لو اس کے پیچھے چلنا ہی خدا کی رضاء کا باعث ہے ۔

آپ کا ایک دینی سفر

۱۹۱۲ء میں آپ نے مدرسہ احمدیہ کے علمی معیار کو بلند کرنے کے خیال سے ایک سفر اسلامی مدارس کے دیکھنے کے خیال سے ہندوستان کا فرمایا ۔ آپ کے ساتھ بزرگان دین کی ایک جماعت تھی ۔ جن کے حسب ذیل اسماء تھے ۔ حضرت فضل عمر ۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ۔ حضرت سید سرور شاہ صاحب ۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحب مرحوم ۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب ۔ سید عبد الحی صاحب عرب ۔

یہ وفد ۳ اپریل ۱۹۱۲ء کو قادیان سے روانہ ہوا ۔ روانگی سے قبل وفد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے حضور اجازت اور دعا کے لئے حاضر ہوا ۔ آپ نے حضرت فضل عمر کو اس وفد کا امیر مقرر فرمایا ۔ اور قیمتی نصائح فرمائیں ۔ جن میں یہ بھی تھا ۔ کہ وفد کے ممبر کوئی کام حضرت محمود اعظم کی اجازت بغیر نہ کریں ۔ اس وفد نے حسب ذیل مقامات کا معائنہ کیا ۔ گروکل لکھنو ۔ کانپور ۔ رامپور ۔ امروہہ ۔ دہلی ۔ دیوبند سہارنپور ۔ یہ وفد اس لمبے سفر سے ۲۹ مئی کو واپس آیا ۔

انگلش ویر ہاؤس کی بنیادی اینٹ

۱۵ ۔ جون ۱۹۱۲ء کو جناب شیخ رحمت اللہ صاحب نے انگلش ویر ہاؤس کی بنیادی اینٹ رکھوانی تھی ۔ انہوں نے حضرت خلیفہ اوّل کو اس کے لئے لاہور آنے کی دعوت دی ۔ صاحبزادگان کو بھی دعوت دی ۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح جاتے ہوئے حضرت والد صاحب قبلہ کو بھی یہ کہکر ساتھ لے گئے ۔ کہ اگرچہ انہوں نے نہیں بلایا ۔ مگر آپ میرے خرچ پر میرے ساتھ چلیں "

۱۵ جون کو شام کے ۶ بجے بنیاد رکھنے کی تقریب عمل میں آئی ۔ اینٹیں یوں رکھی گئیں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے پہلی اینٹ خود رکھی ۔ دوسری حضرت محمود اعظم سے ۔ تیسری صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ۔ چوتھی میرزا شریف احمد صاحب ۔ پانچویں نواب محمد علی خاں صاحب سے ۔ اور فرمایا ۔ کہ اسوقت ہم حضرت صاحب کے خاندان کے پانچ آدمی موجود ہیں " یعنی خود اور صاحبزادگان اور نواب صاحب ۔

اب ٹھنڈے دل سے غور کرنے والے احباب غور کریں ۔ کہ یہ اشارہ کس طرف تھا ۔ حضرت خلیفۃ المسیح کس طرح حضرت محمود اعظم کو آگے آگے کر رہے تھے ۔ اور پھر ہر بات میں ۔ حتیٰ کہ جب آپ تقریر کرنے لگے ۔ تو آپ نے تینوں صاحبزادگان اور نواب صاحب کو آگے بلایا ۔ اور کرسیاں منگوائیں ۔ اور بیٹھنے کے لئے فرمایا ۔ صاحبزادگان اور نواب صاحب کو شامل ہوا

تو آپ نے فرمایا:۔

"میں تو تمہاری خدمت کرتا ہوں۔ اور تمہارا ہی کام کر رہا ہوں۔ تمہارے باپ جو میرا محسن ہے اور آقا ہے۔ میرے دل میں بڑی عظمت ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔"

مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کا سنگ بنیاد

اسی سال کے آخر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کا سنگ بنیاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اوّل نے اپنے ہاتھ سے رکھا۔ اور پھر دوسری اینٹ حضرت فضل عمر کے ہاتھ سے اور تیسری حضرت میرزا بشیر احمد صاحب کے ہاتھ سے۔ پھر چوتھی اینٹ حضرت میرزا شریف احمد صاحب کے ہاتھوں سے رکھوائی اور اس طرح اس قیمتی عمارت کو بھی یہ فخر حاصل ہوا۔ کہ وہ ابنا رفارس کے مقدس ہاتھوں سے اٹھی گئی۔

حضرت فضل عمر کا سفر مصر و حج

مدرسہ احمدیہ کی اصلاح اور ترقی کے سلسلہ میں آپ کا خیال تھا۔ کہ آپ مصر میں جا کر عربی مدارس کا معائنہ فرمائیں۔ اور مدرسہ کا معیار تعلیم بلند فرما دیں اس سفر کے لئے آپ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اوّل اور حضرت ام المومنین ایدہا اللہ بروح القدس سے بھی اجازت لے لی۔ ۲۳ ستمبر ۱۲ء کو مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ایک شاندار پارٹی ہوئی۔ اس جلسہ کے صدر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل تھے۔ طلباء کی طرف سے خاکسار محمود احمد عرفانی نے ایڈریس پڑھا اور اساتذہ کی طرف سے مولانا نیر صاحب نے ایڈریس پیش کیا۔ مولوی احمد بخش صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ جس کا پہلا شعر یوں تھا ؎

ہو رہی ہیں مصر کی تیاریاں
چل رہی ہیں میرے دل پر آریاں

اس موقعہ پر آپ نے دو قیمتی مکتوب انجمن انصار اللہ کے نام لکھے۔ جو الحکم ۱۴/۷ ستمبر ۱۹۱۲ء کو شائع ہوئے اور اس سفر کے متعلق قیمتی مضامین آپ تحریر فرماتے رہے۔ جو الحکم اور بدر میں شائع ہوتے رہے۔ پورٹ سعید پہنچنے پر آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام رویا میں ملے۔ اور آپ کو فرمایا۔ کہ آپ حج کو چلے جائیں۔ چنانچہ آپ نے مصر کے اندرونی شہروں میں جانے کا ارادہ ترک فرما کر اسی وقت پہلے جہاز میں حج کو تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد ایسے حالات پیدا ہوئے کہ پھر اور کوئی جہاز اس کے بعد حجاز کو نہ گیا۔ اور واپسی کے وقت ایسی دشواریاں پیدا ہوئیں۔ کہ آپ مصر نہ جا سکے۔ اور واپس قادیان تشریف لے آئے۔

حج سے واپسی

سفر حج سے ۱۲ر جنوری ۱۹۱۳ء کو آپ واپس تشریف لائے۔ راستہ میں مختلف جماعتوں نے آپ کا استقبال کیا۔ لاہور میں آپ اترے۔ وہاں زبردست استقبال ہوا۔ اسٹیشن پر لوگ اس زبردست استقبال کو دیکھکر حیران ہو رہے تھے۔ خاکسار راقم اس تقریب پر لاہور گیا ہوا تھا۔ ایک خیر مقدم شائع کیا تھا جو بکثرت لاہور۔ امرت سر۔ کے اسٹیشنوں پر تقسیم کیا۔ احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں میں نے اس خیر مقدم کو پڑھا۔ اس ایڈریس میں ایک فقرہ پنجابی زبان میں تھا۔ کہ ڈگے دی لاج رکھ لینا۔ جب اختلافات کا آغاز ہوا۔ تو اعتراض کرنے والوں نے اس فقرے پر بھی خوب کاغذ سیاہ کئے اور لکھا کہ یہ پیر پرستی کی ابتدا تھی۔

الغرض

لاہور سے آپ قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ اس وقت گاڑی بٹالہ تک تھی۔ آپ نے امرت سر کے بعد ایک ایک اسٹیشن کا انتظار بے قراری سے کیا اور بٹالہ آنے سے قبل وضو کر لیا۔ بٹالہ پر بے شمار افراد جماعت حضرت ام المومنین اطال اللہ حیاتہا اور حضرت ام ناصر احمد صاحب اور خاندان کے دیگر افراد موجود تھے بیرں شان و شوکت قافلہ قادیان کو روانہ ہوا۔ اور نہایت جوش و خروش سے قادیان میں داخل ہوا۔ آپ کی واپسی پر میں نے اور مدرسہ احمدیہ کے طالبعلموں نے بڑے جوش خروش سے ایک کمرے کو سجایا۔ پارٹی دی۔ ایڈریس پڑھا۔ کمرے کی دیواروں پر خوبصورت کاغذ پر یہ شعر چھاپ کر آویزاں کیا گیا ؎

آمد محمود پر ہیں بلبلیں نغمہ سرا
یا سیدی اھلاً و سہلاً مرحبا

یہ شعر مولوی احمد بخش صاحب نے لکھا تھا۔ اور میں نے انوار احمدیہ پریس میں چھپوایا تھا۔ اس تقریب پر میں نے بھی ایک ایڈریس پڑھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل موجود تھے۔ میرا ایڈریس ان کو اس قدر پسند آیا۔ کہ جلسہ ختم ہونے کے بعد آپ نے مجھے اپنی آغوش شفقت میں لیتے ہوئے میرا ماتھا چوم لیا۔

ایک مالاباری شاعر آپ کی مدح میں

مولوی کنجی احمد مالاباری حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے زمانہ میں قادیان آیا تھا۔ مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کی طرح اس نے بھی ایک قصیدہ عربی زبان میں آپ کی مدح میں لکھا تھا۔ یہ شخص بعد میں اپنے تکبر کی وجہ سے مرتد ہو گیا تھا۔ ذیل میں اس کے چند اشعار درج کرتا ہوں ؎

رویت من رویۃ المحمود متصفاً
بنعتہ والدہ المرتجیٰ جمعیلُ

قد فاق فی العلم والانوار ساطعۃٌ
من وجہہ دھو فی الرحمٰن متبول

اذا داہ سلیم القلب یعرفہٗ
ولیس یعرفہ قوم خرابیلُ

اکرم بہٖ وابیہ المرتضیٰ وبہٖ
کل الکرام یباھی والبراغیل

لہ بدائع کتب کا الخیام علت
مع البیان معانیہا عطابیل

ماکان احمدہ بدأ واکملہ
ختماً وطاب حلولہ ثم راحیل

آپ کی ایک دعا اور اس پر مداومت

بچپن ہی سے آپ کے قلب میں نور ایمان کی تخم ریزی کی گئی تھی۔ اور آپ کو علم و بصیرت عطا کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ نے گیارہ سال کی عمر میں ایک جامع دعا خدا سے مانگی۔

"اسلام کا جو کام بھی ہو میرے میرے ہاتھ سے ہو۔ پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں۔"

اس ایک دعا سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام کی خدمت کا کس قدر جوش آپ کے سینے میں موجزن تھا۔ اللہ اللہ گیارہ سال کی عمر میں اسلام کے لئے یہ تڑپ اور یہ مقام بصیرت کہ آپ نے خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی۔ کہ اب کوئی زمانہ ایسا نہ گذرے جبکہ میرے شاگرد خدمت دین کرنے والے نہ ہوں۔ در اصل یہ دعا خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلائی تھی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ خود آپ کو اس مقصد عظمیٰ کے لئے تیار کر رہا تھا۔ اور یہی وہ انسان تھا۔ جس کے لئے خدا کے وعدے مقدر ہو چکے تھے۔ اور خدا کا نبی مسیح موعود یوں فرما چکا تھا ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا ادب

حضرت محمود اعظم کا معمول تھا۔ کہ جب آپ حضرت خلیفہ اوّل کے سامنے آتے تو کبھی آلتی پالتی مار کر نہ بیٹھتے۔ کبھی بلند آواز سے گفتگو نہ کرتے۔ ہر کام میں حضرت خلیفۃ المسیح سے اجازت اور اذن حاصل کرتے۔ وہ اطاعت کا کامل اور مکمل نمونہ تھے اتنی اطاعت کہ کسی اور مرید کو اس کے برابر اطاعت کرنے کا موقع میسر نہ ہوا۔ اس طرح آپ نے خود مرید ہو کر اور اپنے مرشد کی کامل اطاعت کر کے یہ بتلا دیا۔ کہ اطاعت امام کا مقام یہ ہے۔

الحکم کا احیاء آپ کے ہاتھوں

۱۹۱۳ء کا سال الحکم کے لئے بہت مشکلات کا سال تھا۔ اس سال صرف چند پرچے شائع ہوئے تھے۔ کہ الحکم بند ہو گیا۔ اور اس کے دوبارہ جاری ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کو اس امر کا سخت صدمہ تھا۔ ۱۹۱۴ء کے شروع میں آپ نے اپنی وفات سے چند ہفتہ پیشتر حضرت محمود اعظم کو فرمایا:۔ کہ:۔

"میاں الحکم کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا"

اس کے جواب میں حضرت محمود اعظم نے کوئی عذر نہیں کیا۔ اور کسی قسم کی معذرت کرنی سوء ادبی خیال فرمائی اور فرمایا۔ کہ:۔

"ہو جاتا ہے"

اور دوسرے ہی دن کاغذ کے لئے روپیہ بھیج دیا۔ اس طرح الحکم ۱۹۱۴ء میں پھر زندہ ہو گیا۔ اور الحکم کا پہلا پرچہ ۸ر فروری ۱۹۱۴ء کو اس سرخی سے شائع ہوا۔

"الحمد للہ الذی احیانا بعدما اماتنا والیہ النشور"

اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے اپنی وفات سے چند ہفتے پیشتر الحکم کو ہونے والے خلیفہ اعظم کے سپرد فرما دیا۔

حضرت خلیفہ اوّل کی وصیّت

۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اوّل کی حالت بہت نازک ہو گئی۔ آپ نے چند اکابرین کے سامنے اپنی وصیّت لکھدی۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو تین مرتبہ پڑھکر سنانے کو فرمایا۔ اور اس کے بعد یہ وصیّت نواب صاحب کے سپرد کر دی۔ کہ وہ اس کو محفوظ رکھیں۔ وہ وصیت حسب ذیل تھی:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ میرے بچے چھوٹے ہیں۔ ہمارے گھر میں مال نہیں۔ ان کا اللہ حافظ ہے۔ ان کی پرورش یتامیٰ اور مساکین سے نہ ہو۔ کچھ قرضہ حسنہ جمع کیا جائے۔ لائق لڑکے اس کو ادا کریں۔ یا کتب جائداد وقف علی الاولاد ہو۔

میرا جانشین

متقی ہو۔ ہر دل عزیز ہو۔ عالم با عمل ہو۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک۔ چشم پوشی۔ درگذر کو کام میں لاوے میں سب کا خیر خواہ رہا تھا۔ وہ بھی خیر خواہ رہے قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام
نور الدین ۴ر مارچ ۱۹۱۴ء"

وفات حضرت خلیفۃ المسیح اوّل

اس وصیّت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو بعد دوپہر ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر .... اس جہان فانی کو چھوڑ کر رفیق اعلیٰ میں جا پہنچے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جماعت پر پھر ایک نازک گھڑی آئی۔ اور دور خلافت اولیٰ ختم ہو گیا۔

خلافت ثانیہ کا آغاز

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ایک شدید بیرونی فتنہ اٹھا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی وفات پر ایک شدید ترین اندرونی فتنہ اٹھا۔ قبل اس کے کہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کی خلافت کے زمانہ کے حالات پر کچھ لکھوں۔ میں کچھ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی وفات اور اس اندرونی فتنہ کا بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ آئندہ اس فتنہ کا تعلق خلافت ثانیہ کی تاریخ سے وابستہ رہے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی وفات کا اعلان

سلسلہ کے مختلف اخباروں میں خلیفۃ المسیح اوّل کی وفات کا اعلان ہوا۔ اخبار الحکم میں آپ کی وفات کا مفصل تذکرہ شائع کر دیا گیا تھا۔ دیکھو الحکم ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء)

اس اعلان میں خلیفہ اوّل کی وفات اور حضرت خلیفہ ثانی کے انتخاب کا ذکر ہے۔ مگر حضرت خلیفہ اوّل کی وفات سے قبل جبکہ آپ مرض کی شدت میں تھے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک ضروری اعلان لکھا۔ اور اسے چھپوا کر لاہور میں تیار رکھا۔ جب آپ کی وفات ہو گئی۔ تو بذریعہ تار مختلف جماعتوں کو اطلاع دی گئی۔ اور جماعتوں کے نمائندے قادیان میں آنے لگے۔ راستہ میں امرتسر اور لاہور اور بٹالہ کے اسٹیشنوں پر یہ ضروری اعلان تقسیم ہونے لگا۔ اس اعلان میں خلافت کے قیام کی مخالفت کی گئی تھی۔ چنانچہ لکھا۔ کہ:۔

"دوسری بات جس طرف میں اپنے احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی حکم وصیت یا کسی دوسری جگہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں پایا جاتا جس کی رُو سے ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ **دوبارہ کسی شخص کی بیعت کی ضرورت ہو**"

(ضروری اعلان ص۴)

پھر لکھا کہ:۔

"پس دوسری بات جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جو لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ ان کو بار بار از سرِ نو کسی شخص کی بیعت کی ضرورت نہیں"

تیسری بات جو میں آپ کو ضروری طور پر .... پہنچانی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے قائم کیا۔ اپنی وصیت میں اسے اپنا جانشین قرار دیا۔ اس کے لئے دعائیں کیں" ص۱۳

پھر لکھا:۔

"اس انجمن کو توڑنے کے لئے حضرت خلیفہ المسیح اوّل کے ابتدائی ایام میں بڑی بڑی کوششیں کی گئیں۔ اور آخری کوشش بڑے زور شور سے یہ کی گئی۔ کہ قواعد میں اس امر کو درج کیا جائے۔ کہ جو کوئی خلیفہ ہوا کرے۔ اس کے تمام فیصلے انجمن کے لئے قابل تعمیل ہوں۔ اور وہ انجمن کے ممبروں میں سے جس کو چاہے نکال دیا کرے۔ اور جسے چاہے داخل کر لیا کرے۔ جو دراصل انجمن کے توڑنے کے ہی ہم معنی ہے۔ میں قوم کو اس خطرناک عنصر کے ارادوں اور منصوبوں سے صفائی سے اطلاع دیتا ہوں۔ کہ اگر اس بات کو پھر اٹھایا جائے۔ تو ساری قوم کا فرض ہے کہ اس کا زور سے مقابلہ کرے" ص۱۴ و ۱۵

پھر لکھا کہ:۔

"چوتھی بات مسئلہ کفر و اسلام میں خدا سے ڈر کر منہ سے لفظ نکالو" ص۱۹

پس ضروری اعلان کی غرض خلافت کا استیصال تھا اور منکرین نبوت مسیح موعود علیہ السلام کو کامل الایمان مومن قرار دیا جانا

یہ ایک سازش تھی

میں پہلے ایک دو جگہ اشارہ کر آیا ہوں۔ کہ اندر ہی اندر ایک جماعت مخالفوں کی پیدا ہو چکی تھی۔ یہی وہ جماعت تھی۔ اس جماعت کی کارگذاریاں تو بہت ہیں۔ میں تفصیل سے ان کا ذکر نہ کر سکوں گا۔ مگر اس قدر ذکر کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ کہ ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی متعدد کارہائے نمایاں کئے تھے۔ مثلاً ریویو آف ریلیجنز سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر کو اڑا دینے کی تجویز کی۔ لنگرخانہ کے انتظام پر اعتراضات کئے۔ حضرت ام المومنین کے زیورات اور کپڑوں پر اعتراضات کئے۔ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے بننے کے وقت خواجہ صاحب کی حالت یہ تھی۔ کہ خوشی سے اچھل اچھل پڑتے تھے اور مولوی محمد علی صاحب کے کمرے میں اپنی ران پر ہاتھ مار مار کر کہتے تھے۔ کہ:۔

"**مولوی صاحب آپ کو مزہ نہیں آیا۔ میرزا نے ایک قلم کے ساتھ آپ کی سلطنت بنا دی**"

پھر کہا کہ:۔

"**مگر یہ کام آپ کا ہے۔ اس کو شخصی ہونے سے بچالو۔ اور جمہوری بنالو**"

چنانچہ انجمن کی آئندہ مالی آمد کو اپنے تصرف میں صرف کرنے کا خیال ایسا تھا۔ کہ جس کی وجہ سے جماعت کے سب کاروبار کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ پیش آمدہ خطرات کی بناء پر طرح طرح کی سکیمیں سوچتے رہتے تھے۔ اسی لئے انجمن کے لائف ممبر بنے۔ اور اسی لئے انجمن کو رجسٹرڈ باڈی بنایا گیا۔ حضرت اقدس نے اس انجمن کے چالیس ممبر تجویز کئے۔ اور حضرت خلیفہ اوّل کی رائے چالیس ممبروں کے برابر رکھی۔ مگر خواجہ صاحب نے اس کی بھی مخالفت کی۔ اور حضرت کو کہا۔ کہ حضور ابتداء میں تھوڑے ممبر چاہئیے۔ اس لئے کہا ہوں۔ اور مولوی صاحب تو پریذیڈنٹ ہوں گے۔ انکی رائے بہرحال زیادہ وزنی ہوتی ہے۔ اس طرح اس امر میں بھی مخالفت کی۔

پھر ان لوگوں نے حضرت میر ناصر نواب پر بھی اسی قسم کے اعتراض کئے۔ چنانچہ بابو محمد صاحب لدھیانوی کا واقعہ مشہور ہے۔ کہ اسے خواجہ صاحب نے باغ میں لے جا کر کہا:۔

"**دیکھو بابو صاحب کس طرح قوم کا روپیہ تباہ ہو رہا ہے۔ لنگر کی روٹیاں مالیوں کو دی جاتی ہیں۔ اور اوجڑیاں اور گوشت کتوں کو ڈالا جاتا ہے**"

اس قسم کے پراپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بابو محمد سلسلہ سے بدظن ہو کر الگ ہو گیا۔

اس طرح حضرت اقدس کے زمانہ میں ان لوگوں کی زندگی ان سازشوں میں گذر گئی۔ کہ کسی طرح وہ صدر انجمن کے اموال کو اپنے قبضہ میں کر لیں۔

آپ کی وفات کے بعد

خلافت اوّل کے زمانے میں خلیفہ کے اقتدار کو کم کرنے کے لئے منصوبے کئے گئے۔ خلیفہ کو انجمن کے ماتحت بنانے کی سازشیں کی گئیں۔ آپ کو معزول کرنے کی فکر کی گئی۔ طرح طرح کی گستاخیاں کی گئیں۔ یہ خلاصہ ہے ان کاموں کا جو اس جماعت شر ذمہ نے سرانجام دیئے۔ خلافت اولیٰ میں اس قدر فتنہ انگیزیاں ہوئیں۔ کہ ان کی تفصیل چھوڑ اجمال بھی میں پیش نہیں کر سکتا۔

مگر مختصراً

اس قدر لکھتا ہوں۔ کہ پہلے دن ہی سے وہ خلافت کے قائل نہ تھے۔ مگر ان کا خیال تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل بڈھے ہیں۔ چند روز کے مہمان ہیں۔ اس طرح ہم ان کی زندگی میں آئندہ صدر انجمن کو لوگوں کا پیشوا بنائیں گے۔ اور ان کو یہ بھی خیال تھا۔ کہ خلیفہ اوّل ہمارے مقاصد کے راستہ میں روک نہ ہوں گے۔ مگر آپ نے پہلے ہی دن فرمایا۔ کہ:۔

"**اب تمہاری طبیعتوں کا رُخ خواہ کسی طرف ہو۔ تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہو گی**"

یہ ان کے خیالات کے خلاف بات ہوئی اور ایک ضرب کاری خیال کی گئی۔ اس لئے اسی دن سے لاہور میں منصوبے ہونے لگے۔ کہ خلیفہ کو انجمن کے ماتحت کیا جائے۔

۱۹۰۸ء کے سالانہ جلسہ میں اس منصوبہ کو عملی صورت دینے کے لئے یہ تجویز کی گئی۔ کہ لاہوری دوستوں کی تقریریں بکثرت ہوں۔ اور سب یہی درس دیں کہ جو کچھ ہے انجمن ہے۔ اس فتنہ کا اندازہ بعض فدایان خلافت نے لگا لیا تھا۔ چنانچہ حضرت والد صاحب قبلہ کا بھی ایک لیکچر تھا۔ اس لیکچر کا عنوان تھا

نظام قومی

اس لیکچر کو روکنے کی بہت سعی کی گئی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس لیکچر کو قبل از وقت پڑھنے کی کوشش کی گئی۔ پہلے تو کامیابی نہ ہوئی۔ مگر نواب صاحب قبلہ کے ذریعے اس میں بھی کامیابی ہو گئی۔

اس لیکچر کا خلاصہ

یہ تھا۔ کہ جو کچھ ہے۔ خلافت ہی ہے۔ یہ لیکچر بھی خفیہ منصوبے کرنے والوں کے لئے ایک کاری حربہ ثابت ہوا۔

حضرت محمود اعظم سے عداوت کا بیج

اس سال حضرت محمود اعظم نے پہلا لیکچر دیا۔ یہ لیکچر کیا تھا۔ حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا:۔

"**صاحبزادہ صاحب ہیں۔ تم نے ان کی نظم اپیل کو سنا۔ ان کے دل میں حق کا جوش ہے۔ وہ بڑے ہونہار ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں نظر بد سے بچائے۔ (آمین) میں نے ان کی نظم سن کر رو رو کر سجدے میں دعا کی ہے۔ ان کے اندر اس قدر جوش موجزن ہے۔ کہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ حق کے مخالفوں کو پیس دوں۔ میں کہتا ہوں ہاں ایسا ہی ہونا چاہیئے**"

یہ لیکچر کیا تھا۔ مخالفین کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ کہ یہ ہونہار نوجوان ایک نہ ایک دن اس مقام کو حاصل کرے گا۔ جو ان کی امیدوں کا خاتمہ کرنے والا ہو گا۔ اسی دن سے خلافت کے ساتھ ساتھ حضرت فضل عمر کی مخالفت شروع کر دی گئی ۱۹۰۹ء میں خلیفہ اوّل کے خلاف جو منصوبے کئے گئے تھے ان کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ان لوگوں کو دوبارہ بیعت کرنی پڑی۔ حضرت خلیفہ اوّل نے فجر کی نماز میں سورۃ بروج کی تلاوت فرمائی۔ اور نہایت زور سے اور جب اس آیت پر پہنچے۔

ان الذین فتنوا المومنین والمومنات ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق۔

اس وقت مقتدی چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ آپ نے دو مرتبہ اس آیت کو پڑھا۔ نماز کے بعد حضرت خلیفہ اوّل حرم میں تشریف لے گئے۔ تو ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ نے حضرت فضل عمر کو کہا۔ کہ آپ خلیفۃ المسیح کے پاس جا کر یہ پیغام دیں۔ کہ:۔

"آپ بالکل غم نہ کریں۔ خدا نے بڑا فضل کر دیا ہے۔ آپ کی دعاؤں سے سب کا اتفاق اس پر ہو گیا ہے۔ **کہ انجمن ہی حضرت صاحب کی جانشین ہے۔ اور سب پر حاکم ہے اور خلیفہ اس کا بنایا ہوا اور اس کے ماتحت ہے**"

حضرت فضل عمر نے اس قسم کا پیغام دینے سے صاف انکار کر دیا۔ جو آپ کی فطرت کے بالکل خلاف تھا۔ بالآخر ڈاکٹر صاحب خود گئے۔ اور حضرت سے کہنے لگے۔ کہ:۔

"**حضور مبارک ہو سب لوگوں کو سمجھا دیا گیا۔ کہ انجمن ہی جانشین ہے**"

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی تقریر

بہت کوشش کی گئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو تقریر نہ کریں۔ مگر آپ نے تقریر فرمائی۔ اور فتنہ پاش پاش کر دیا۔ مگر اس کے بعد طرح طرح شرارتیں کرتے رہے۔ کبھی صدر انجمن کا اجلاس ... میں کرنے کی تجویز ہوئی۔ کبھی حضرت خلیفۃ المسیح نام کو غذات سے اڑا کر پریذیڈنٹ لکھا جانے ... حضرت خلیفۃ المسیح اوّل سے قوم کو بدظن کر... مختلف چالیں چلی گئیں۔

خفیہ ٹریکٹوں کا سلسلہ

اسی سلسلہ میں لاہور سے اظہار الحق ... اور ... ٹریکٹ شائع کئے گئے۔ جنہیں حضرت خلیفہ اوّل ... حضرت فضل عمر پر شدید حملے کئے گئے۔ اور ... سلسلہ کو بُرا بھلا کہا گیا۔ اور انجمن کا رونا ... گیا۔ اس کے جواب میں خلافت احمدیہ اور ا...

دو ٹریکٹ انصار اللہ کی طرف سے شائع ہوئے اور دندان شکن جواب دیئے گئے۔

پیغام صلح اور الفضل کا اجراء

حضرت فضل عمر کو ایک علمی اخبار جاری کرنے کی تحریک تھی۔ اور یہ تحریک مولانا ابوالکلام صاحب کے اخبار الہلال کی وجہ سے تھی۔ پیغام والوں نے جب سنا تو انہوں نے جھٹ پیغام صلح لاہور سے جاری کر دیا۔ حضرت فضل عمر نے یہ دیکھکر اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ مگر حضرت خلیفہ اوّل کے حکم و ارشاد کی بنا پر پھر جاری فرما دیا۔ پیغام صلح ان خفیہ تحریکوں کے پراپیگنڈے کے لئے شائع کیا گیا تھا۔ اس لئے اس کے اعمال کو دیکھکر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے اس کا نام پیغام جنگ رکھ دیا تھا۔

حضرت فضل عمر کو خلافت کی پیشکش

حضرت خلیفۃ المسیح کی بیماری کے دنوں میں ایک دن اس پارٹی نے مکرم ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو حضرت فضل عمر کے پاس بھیجا۔ کہ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے آئیں۔ حضرت نانا جان کو بھی بلوایا۔ خواجہ صاحب نے ذکر شروع کیا کہ:۔

"آپ کو اس لئے بلوایا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کی طبیعت بہت بیمار اور کمزور ہے۔ ہم لوگ یہاں ٹھیر تو نہیں سکتے ہیں۔ لاہور واپس جانا ہمارے لئے ضروری ہے۔ بس اس وقت جو دوپہر کو آپ کو تکلیف دی ہے۔ تو اس سے غرض یہ ہے۔ کہ کوئی ایسی بات طے ہو جائے۔ کہ فتنہ نہ ہو۔ اور ہم لوگ آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم میں سے کسی کو خلافت کی خواہش نہیں۔ کم سے کم میں اپنی ذات کی نسبت تو کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھے خلافت کی خواہش نہیں ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب بھی آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب بولے۔ کہ مجھے بھی ہرگز خواہش نہیں۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے کہا۔ کہ ہم بھی آپ کے سوا کسی کو خلافت کے قابل نہیں دیکھتے۔ اور ہم نے اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن آپ ایک بات کریں۔ کہ خلافت کا فیصلہ اس وقت تک نہ ہونے دیں۔ جب تک ہم لاہور سے نہ آ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص جلد بازی کرے اور پیچھے فساد ہو"

[یہ] سب کچھ سنکر حضرت فضل عمر نے فرمایا۔ کہ:۔

"میں تو اس امر میں کلام کرنا گناہ سمجھتا ہوں گا"

[اس] سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ کسی قسم کے [منصو]بہ میں لگے ہوئے تھے۔

[ا]ن حالات میں جب حضرت خلیفہ اوّل کی وفات [ہوئ]ی۔ تو انہوں نے خلافت کو منسوخ کرنے کے لئے یہ ضروری اعلان شائع کیا۔ اور پھر اس کے بعد پوری سعی کی۔ کہ خلافت کا قیام نہ ہو۔ مگر جماعت کی توجہ خلافت کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اس پریشانی کی حالت میں آپ نے ایک تقریر فرمائی۔ اور قوم کو وحدت کی تعلیم دی۔ اور قوم کو پریشان حالی سے نکال کر آپ نے ایک مقام وحدت پر جمع کر دیا۔

اور قوم کے بڑے حصے نے آپ کی بیعت کر لی

اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی اس سے محروم ہو گئے۔ اس طرح جماعت کے دو ٹکڑے کرنے میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی کامیاب ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خلافت پر الحکم میں ایک نوٹ شائع ہوا۔ جس کا عنوان تھا

کئی نشان پورے ہوئے

دیکھو الحکم صفحہ ۹ ۴؍مارچ ۱۹۱۴ء

اس طرح

آپ ۱۴؍مارچ کو بعد نماز عصر جماعت احمدیہ کے امیر المومنین ہو گئے۔

بیعت کے بعد آپ کی تقریر

خلافت کی بیعت کے بعد آپ نے ایک تقریر فرمائی۔ یہ تقریر روحانیت کا بہتا ہوا سمندر ہے۔ جو تفصیل سے پڑھنا چاہیں۔ وہ الحکم ۲۱؍مارچ ۱۹۱۴ء میں پڑھ لیں۔ جس دن حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نوت ہوئے اس کی پہلی رات کو آپ نے ایک رؤیا دیکھا۔ جو رؤیا نہ تھا۔ بلکہ ایک کشف تھا۔ وہ کشف اپنے اندر نہایت اعلیٰ مقاصد و مطالب رکھتا ہے۔ اس لئے اس جگہ درج کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔

کشف

"اس دن جمعہ کے روز میں نے ایک خواب سنایا تھا۔ کہ میں بیمار ہو گیا ہوں اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا۔ اور میں نے سمجھا کہ شائد طاعون ہونے لگا ہے تب میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ اور فکر کرنے لگا۔ کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ میں نے سوچا کہ حضرت مسیح موعود سے اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا۔ انی احافظ کل من الدار۔ یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شائد خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہیں۔ کیونکہ وہ پاک وجود اب ہمارے درمیان نہیں ہے۔ اسی فکر میں کیا دیکھتا ہوں۔ یہ خواب نہ تھا۔ بیداری تھی۔ میری آنکھیں کھلی تھیں۔ میں در و دیوار کو دیکھتا تھا۔ کمرے کی چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ میں نے اس حالت میں اللہ تعالےٰ کو دیکھا ایک سفید اور چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر چلا جاتا ہے۔ نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہا۔ اس نور سے ایک ہاتھ نکلا۔ ایک سفید چینی کے پیالے میں دودھ تھا۔ جو مجھے پلایا گیا۔ جس کے معاً بعد مجھے آرام ہو گیا۔ اور کوئی تکلیف نہ رہی وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا۔ تو معاً میری زبان سے نکلا۔ میری امت بھی کبھی گمراہ نہ ہوگی"

(الحکم ۲۱؍مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۷)

اس کشف سے حضرت خلیفۃ المسیح کا عالی مقام معلوم ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل کا جنازہ

جب بیعت لی گئی۔ تو ایک عجیب عالم تجلیات کا تھا۔ سکینت کا نزول ہو رہا تھا۔ اور قلوب میں خاص رقت اور جوش پایا جاتا تھا۔ حضرت امیر المومنین فضل عمر نے بہت دعا کی۔ پھر معانقہ کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ آخر آپ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور جنازہ مقبرہ بہشتی کی طرف روانہ ہوا۔ یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ نواب صاحب کی کوٹھی سے لے کر شہر تک دو رویہ آدمیوں کی ایک دیوار تھی۔ ایک میل تک آدمی ہی آدمی معلوم ہوتے تھے۔ اور ہندو مسلمان سب موجود تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و نزول رحمت کا اور امیر المومنین نور الدین کی قبولیت کا ایک درخشاں نظارہ تھا۔

مولوی محمد علی صاحب کی جماعت سے علیحدگی

مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ مولوی صدر الدین صاحب مولوی اکبر شاہ خاں صاحب۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب وغیرہ اصحاب نے خلافت کی بیعت نہ کی اور جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ خواجہ کمال الدین صاحب لنڈن میں تھے۔ انہوں نے وہاں سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا۔

اعلان بیعت

ایک اعلان بیعت خاندان نبوت۔ ممبران صدر انجمن احمدیہ۔ علماء گریجوئٹ صاحبان۔ عہدہ داران سرکار انگلشیہ۔ پریذیڈنٹ و سیکرٹری صاحبان۔ ایڈیٹر صاحبان۔ معززین و تجار صاحبان کی طرف سے شائع ہوا۔

شرائط بیعت

اب جبکہ منکرین خلافت کا منصوبہ اس طرح نہ چل سکا۔ تو انہوں نے یہ شہرت دی۔ کہ شرائط بیعت میں یہ رکھ دیا گیا۔ کہ فلاں فلاں شخص کو منافق کہو اور غیر احمدیوں کو کافر کہو۔ چنانچہ اس جدید فتنہ کے استیصال کے لئے حضرت نواب محمد علیخاں صاحب اور مولانا مولوی شیر علی صاحب کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا۔ جس کا نام شرائط بیعت تھا۔ اور اس میں اصل الفاظ بیعت درج کر دیئے گئے۔

بیعت کے واقعات مولوی محمد احسن صاحب کی قلم سے

پیغام صلح ۱۸؍مارچ میں ڈاکٹر محمد حسین کے ایک مضمون بیعت کے متعلق بہت بڑی رنگ آمیزی سے شائع کیا۔ اس کا جواب مولوی محمد احسن صاحب نے پیغام حق کے نام سے شائع کیا۔ اس مضمون میں بھی اس وقت کی حالت پر پوری روشنی ڈالی گئی۔

(دیکھو پیغام حق)

کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے

جیسے حضرت محمود اعظم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر صادقوں کی روشنی کون دور کر سکتا ہے نامی کتاب شائع کی۔ اسی طرح اس فتنہ کے استیصال کے لئے ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا۔

کون ہے جو خدا کے کاموں کو روک سکے

اس کتاب کو اس جگہ شائع کرنا تو ممکن نہیں۔ مگر اسکے ایک دو اقتباس خالی از فائدہ نہ ہوں گے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے کسی سے درخواست نہیں کی کہ وہ میری بیعت کرے۔ نہ کسی سے کہا ہے۔ کہ وہ میرے خلیفہ بننے کے لئے کوشش کرے اگر کوئی شخص ہے۔ تو وہ علی الاعلان شہادت دے۔ کیونکہ اس کا فرض ہے کہ جماعت کو دھوکہ سے بچائے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو وہ خدا کی لعنت کے نیچے ہے۔

اے پاک نفس انسانو! جن میں بدظنی کا مادہ نہیں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے کبھی کسی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کی۔ کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے۔ یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ یہ میری درخواست نہ تھی۔ میری درخواست کے بغیر یہ کام میرے سپرد کیا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں میں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو رد کر دوں۔ مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔ گو میں حیران ہوں۔ کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آ گیا۔ لیکن کچھ بھی ہو۔ اس نے مجھے پسند کر لیا۔ اور اب کوئی انسان اس کرتہ کو مجھ سے نہیں اتار سکتا۔ جو اس نے مجھے پہنایا ہے۔ یہ خدا کا دین ہے۔ اور کونسا انسان ہے۔ جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے۔ خدا تعالیٰ میرا مددگار ہوگا۔ میں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے۔ میں کمزور ہوں۔ میرا آقا بڑا توانا ہے۔ میں بلا اسباب ہوں مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے۔ میں بے مددگار ہوں مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا۔ (انشاء اللہ) میں بے پناہ ہوں۔ مگر میرا محافظ وہ ہے۔ جس کے ہوتے کسی پناہ کی ضرورت نہیں۔ (صفحہ ۶۷)

پھر فرمایا:۔

"کیا تمہیں مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر اعتبار نہیں تو تم احمدی کس بات کے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیشگوئی کی تھی۔ کہ اس کا نام محمود ہوگا۔ دوسرا نام فضل عمر ہوگا۔ اور تریاق القلوب میں اس پیشگوئی کو مجھ پر چسپاں بھی کیا۔ بس مجھے بتاؤ عمر کون تھا۔ اگر تمہیں علم نہیں تو سنو

کہ وہ دوسرا خلیفہ تھا۔ بس میری پیدائش سے پہلے خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر چھوڑا تھا کہ میرے سپرد وہ کام کیا جائے جو حضرت عمر کے سپرد ہوا تھا۔ پس اگر مرزا غلام احمد خدا کی طرف سے تھا۔ تو تمہیں اس شخص کے ملنے میں کیا عذر ہے۔ جس کا نام اس کی پیدائش سے پہلے عمر رکھا گیا۔ اور میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں اس پیشگوئی کا مجھے علم نہ تھا بلکہ بعد میں ہوا" (صـ)

پھر اس شقاق پر اپنے رنج کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا:۔

"میرا دل اس تفرقہ کو دیکھکر اندر ہی اندر گھلا جاتا ہے۔ اور میں اپنی جان کو پگھلتا ہوا دیکھتا ہوں۔ رات اور دن میں غم و رنج سے ہم صحبت ہوں۔ اس لئے نہیں کہ تمہاری اطاعت کا میں شائق ہوں۔ بلکہ اس لئے کہ جماعت میں کسی طرح اتحاد پیدا ہو جائے"

الغرض

اس طرح آپ نے اپنی قلم سے اپنی قلبی کیفیات کو لکھا ہے۔ اور ان تمام اعتراضات کو جو اس وقت کے دشمنوں نے کئے تھے۔ دور فرما کر اس فتنہ کا سدباب کیا۔ اور بتلایا کہ خدا تعالیٰ کی مشیت نے آپ کو اس مقام کے لئے چنا اور کھڑا کیا ہے۔ چنانچہ وہ شدید ترین فتنہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے اندر ہی اندر پک رہا تھا۔ وہ بڑی شدت سے پھوٹا۔ اور آتش فشاں پہاڑ کی طرح دور دور تک اپنے آتشی مادے پھینکتا رہا۔ اور بہت سے لوگوں کو اس بہتے ہوئے لاوے میں بہا کر لے گیا۔

مگر

خدا تعالیٰ نے جسے اپنے ہاتھوں سے کھڑا کیا تھا اسے طاقت دی۔ کہ وہ اس فتنے کو پاش پاش کر دے۔ اور اس طرح جماعت ایک بار پھر منتشر ہو کر آپ کے ہاتھ پر متحد ہو گئی۔

خلافت پر فائز ہو کر پہلا کام

آپ نے ۱۲ اپریل کو قوم کے نمائندوں کو بلا کر ایک اہم جلسہ کیا۔ اور اس میں منصب خلافت کے موضوع پر ایک عظیم الشان تقریر فرمائی۔ جو الگ اس نام سے چھپی ہوئی ہے۔ اور ایک لائحہ عمل تجویز کیا اس جلسہ کی کارروائی الحکم میں

بعنوان

قادیان میں قوم کا ایک نیابتی جلسہ چھپی

(دیکھو الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۱۴ء صـ)

انجمن ترقی اسلام

منصب خلافت والے جلسہ کے بعد جلد ہی آپ نے یعنی دو ہفتوں کے بعد مئی میں انجمن ترقی اسلام کی بنیاد رکھی۔ اور قوم سے اس غرض کے لئے بارہ ہزار کی اپیل کی۔ قادیان کی جماعت نے اس فنڈ میں تین ہزار کی رقم پیش کی۔ اور ضلع گورداسپور کی انجمنوں نے اس رقم کے مطالبہ کا بڑا حصہ پیش کر دیا۔

ترقی اسلام کے خیال سے آپ نے ایک اعلان شائع فرمایا۔ جو الحکم ۷ مئی ۱۹۱۴ء میں چھپا ہوا موجود ہے۔

یہ اپیل پورے طور سے بارور ہوئی۔

ترقی تعلیم کے لئے کمیٹی

آپ نے ابتدائے خلافت ثانیہ میں دیہاتی تعلیم کی ترقی کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی۔ جس کے ممبر حسب ذیل تھے۔ مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے علیگ۔ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب۔ حافظ روشن علی صاحب۔ سید محمد اشرف صاحب۔ ماسٹر محمد طفیل صاحب بٹالہ۔ اور ماسٹر عبدالعزیز خاں صاحب" ماسٹر عبدالعزیز صاحب ہی اس کے سیکرٹری بھی تھے۔

میرزا مبارک احمد صاحب کی پیدائش

۹ مئی ۱۹۱۴ء کی صبح کے ۷ بجے ایوان خلافت میں پہلا اور خاندان محمود میں دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔

الحکم کا بورڈ آف ٹرسٹیز

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے چونکہ الحکم کے احیاء کا کام آپ کے سپرد فرمایا تھا۔ اس لئے آپ نے اس کے لئے ایک بورڈ آف ٹرسٹیز قائم فرمایا۔ جس کے ممبر حضرت نواب صاحب قبلہ اور حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم اور ایڈیٹر صاحب الحکم تھے۔ یہ اس لئے فرمایا تاکہ خلیفۃ المسیح اوّل کی منشاء پوری ہو۔

مبلغین کلاس کا افتتاح

اسی سال آپ نے مبلغین پیدا کرنے کے لئے دو کلاسز کھول دیں۔ اور ان کے لئے حسب ذیل استاد مقرر کئے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم۔ حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب مرحوم۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب۔ حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب۔ جناب مولوی غلام نبی صاحب۔ جناب صوفی غلام محمد صاحب۔

حضرت کی چشم پوشی کا ایک واقعہ

مولوی محمد علی صاحب نے جس طرح حضرت کی مخالفت کی۔ وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ مگر جب مولوی صاحب نے قادیان چھوڑنے کا ارادہ کیا تو آپ خود مولوی صاحب کے پاس گئے۔ تاکہ ان کو روکیں اور کہیں کہ آپ قادیان سے نہ جائیں۔ یہ آپ کی چشم پوشی کا ایسا واقعہ ہے۔ کہ اس کی مثال نہیں مل سکتی۔

مولوی محمد علی صاحب کے جانے کے بعد

مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے۔ اور ان کے ساتھی بھی۔ اس وقت خزانہ خالی تھا۔ سلسلہ کے تمام اہم دفاتر پر ان کے آدمی فائز تھے۔ وہ بھی چلے گئے۔ حضرت فضل عمر نے جہاں اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ وہاں اندرونی انتظام کو درست کیا۔ اور اس طرح دنیا پر آپ کی مخفی قوتیں عیاں ہو گئیں۔ اگر اتنا شدید دھکہ نہ لگتا۔ تو آپ کی خوبیوں کا دنیا کو کیسے پتہ لگتا۔

الغرض

غیر مبائعین کا فتنہ اس وقت ایک نہایت ہی شدید فتنہ تھا۔ خزانہ خالی تھا۔ بلکہ بیس ہزار کا مقروض تھا لاہور میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام بنائی گئی۔ لوگوں کو لکھا کہ قادیان میں کوئی روپیہ نہ بھیجے۔ اس حالت میں آپ نے سلسلہ کی ڈوبتی کشتی کو بچایا۔ اور جماعت کو متحد کر دیا جماعت کی ایک مضبوط تنظیم فرمائی۔ اس سلسلہ میں آپ کے کارہائے نمایاں کی ایک موٹی موٹی فہرست پیش کرتا ہوں۔

۱۹۱۳ء

۱۸ جون کو اخبار الفضل جاری فرمایا۔ اس میں مستورات کے لئے بھی دو کالم رکھے۔ سیرت النبی۔ تصدیق المسیح۔ الاسلام۔ وغیرہ قیمتی عنوان قائم کئے۔ انصار اللہ کی طرف سے چوہدری فتح محمد صاحب کو لنڈن تبلیغ اسلام کے لئے روانہ فرمایا۔

حج کے متعلق قیمتی مشورے

۲۵ جون سے لے کر متواتر کئی نمبروں میں حجاج کی سہولت کے لئے حکومت کو بہت سے قیمتی مشورے دیئے۔

کانپور کی مسجد کے غسل خانے کا فتنہ

جولائی میں مسجد کانپور کا غسل خانہ حکومت نے سڑک درست کرنے کے لئے گرا دیا۔ مسلمانوں نے اس پر ایجی ٹیشن کیا۔ اور گولیاں کھائیں۔ اس پر آپ نے مسلمانوں کی راہنمائی کی۔ اور احادیث سے ثابت کیا کہ غسل خانہ۔ وضو خانہ۔ پاخانہ مسجد کا حصہ نہیں۔ اور اس کے لئے ایسا ایجی ٹیشن جائز نہیں۔

انصار اللہ مصر میں

۲۶ جولائی شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم اور سید زین العابدین جو انصار اللہ کے ممبر تھے انصار اللہ کی طرف سے مصر بھیجے گئے۔

فتح ایڈریانوپل

ترکوں کو ۲۵ جولائی ۱۳ء کو ایڈریانوپل پر شکست کے بعد فتح ہوئی۔ اس سے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ آپ نے اس پر مضمون لکھا۔

انصار اللہ کا پروگرام

آخیر جولائی میں انصار اللہ کا عملی پروگرام تجویز کیا گیا۔

کانپور کی مسجد کے سلسلہ میں آپ پر الزام

آپ کے حاسدوں نے آپ کے خلاف اس الزام کو شہرت دی۔ کہ آپ یونہی مضامین لکھ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ کہ ان سے اجازت لے لی ہے۔ آپ نے اس کی تردید فرمائی اور لکھا۔

"سنو! اور یاد رکھو۔ کہ میں کوئی کام جس کا تعلق سلسلہ کے ساتھ ہو نہیں کرتا۔ جس میں حضرت امام کی اجازت اور مشورہ نہ ہو"

دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کا مطالبہ

یکم اکتوبر ۱۳ء آپ نے الفضل کے ذریعے حکومت کو مشورہ دیا۔ کہ ہندوستان میں قیام امن کے لئے دفعہ ۲۹۸ کو وسیع کیا جائے اور فرمایا:

"اس دفعہ کی رُو سے کسی مذہب والے کو دوسرے مذہب پر ایسا اعتراض کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ جو خود اس کے مسلمہ مذہب کی کتاب پر یا بانی پر ہو سکتا ہو۔ یا جو کتاب ..... کسی فریق کی مسلمہ مشہورہ کتب پر ہو"

الفضل کے اجراء پر حاسدوں کا پراپیگنڈہ

الفضل کی وجہ سے دشمنوں نے خوب باتیں بنائیں کسی نے حصول شہرت کا ذریعہ بتایا۔ کسی نے فضول قرار دیا۔ بعض نے حصول مفاد کا ذریعہ قرار دیا۔ آپ نے ان سب کے جواب میں فرمایا ؎

کسی نے ثانیٔ شیطان بنا دیا مجھ کو
کسی نے ایک فرشتہ بنا دیا مجھ کو
نہ اس کے بغض نے پیچھے ہٹا دیا مجھ کو
نہ اس کے پیار نے آگے بڑھا دیا مجھ کو
یہ دونوں میری حقیقت سے دور ہیں محمود
خدا نے تھا جو بنانا بنا دیا مجھ کو

بہر حال آپ نے ان حملوں کی پرواہ نہ کی۔

ہندو مسلم صلح اور گائے کی قربانی

اکتوبر نومبر میں مسلمانوں نے چاہا کہ ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے گائے کی قربانی ترک کر دی جائے آپ نے اس معاملہ میں مسلمانوں کی راہنمائی فرمائی۔

سرحدی علماء کے فتویٰ پر حکومت کو توجہ

سرحدی علماء نے احمدیوں کی جان و مال کے مباح ہونے کے متعلق ایک فتویٰ دیا۔ اس پر آپ نے حکومت کو نہایت معقول طریق پر توجہ دلائی۔

دشمنوں کے وار اور حضرت کی حالت

حضرت کی مخالفت ان دنوں بڑی بڑھ گئی تھی آپ کو سینکڑوں خط طعن و تشنیع کے آتے تھے۔ ان میں سے ایک خط لکھنے والے نے اس کا جواب الفضل کے صفحات پر مانگا۔ اس لئے اس کا تذکرہ آگیا۔ اس نے لکھا:۔

"بعد وفات حضرت مسیح الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام تمنائے خلافت آپ کو بہت بیچین کئے ہوئے ہے۔ مگر جناب والا معاف فرمایئے آپ نے حصول خلافت کے لئے جو ذریعہ اختیار کیا ہے۔ وہ ہرگز اچھا نہیں کہا جا سکتا چاہے آپ ناراض ہو جائیں۔ مگر میں ضرور کہوں گا۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب آپ سے بازی لے گئے۔ آپ خدا اور فرشتوں کی زبان کو روک نہیں سکتے۔ کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ جس شخص کو خدا نے جانشینی احمد کے لئے چنا ہے۔ اس کو دنیا والوں کی نگاہ سے گرا دیں۔ یاد رکھئے آپ ہرگز ہرگز ایسا نہیں کر سکتے" وغیرہ وغیرہ۔

اس کے جواب میں آپ نے اپنے قلب کو کھول کر کاغذ پر